خواجۂ پنجاب

یعنی

حیات حضرت اللہ بچایا ؒ

حضرت خلیفہ مرزا امجد بیگ صاحب

ناشر

بیگم آفتاب اقبال ـــ ماڈرن ہاؤسنگ سوسائٹی

۳۳۔ ٹیپو سلطان روڈ کراچی ۸

خواجہ پنجاب

یعنی

حیات حضرت اللہ بچایاؒ

حضرت مرزا محمد امجد بیگ

ناشر
بیگم رشیدہ آفتاب اقبال ۳۳۔ ٹیپو سلطان روڈ کراچی

فہرست

صراطِ مستقیم

بیگم رشیدہ آفتاب اقبال نے اپنے شریک حیات کی سوانح پر قلم اٹھایا تو ان کے مرشد گرامی کا ذکر خیر بھی ہوا۔ انھیں جستجو ہوئی کہ وہ حضرتؒ کے مختصر سوانح کو اپنی کتاب میں سمیٹیں لیکن ثقہ حالات کے سلسلے میں انھیں اپنے برادر بزرگ اور حضرتؒ کے خلیفہ حضرت مولانا مرزا محمد امجد بیگ سے خط و کتابت کے بعد "خواجہ پنجاب" کا مسوّدہ موصول ہوا۔ کتاب کے مطالعے کے بعد آپ کے دل میں خواہش پیدا ہو گی کہ کاش ہمیں حضرتؒ کی محفل میں حاضری اور استفادے کا موقعہ نصیب ہوتا۔ مومنانہ زندگی بسر کرنے کا سلیقہ اہل اللہ کی صحبت سے میسّر آتا ہے۔

حضرتؒ کے فیض یافتہ خلفاء میں سے صرف حضرت مولانا محمد امجد بیگ صاحب بقید حیات ہیں اور ہدایت کی شمع فروزاں کیے ہوئے ہیں۔ اکیسویں صدی کی زہریلی ہواؤں سے بچنے کی سبیل کیجئے۔ معاشرے کو تربیت کی بھٹی میں ڈھلے ہوئے پاک نفوس کی اشد ضرورت ہے۔

خدائے ذوالجلال سے دعا ہے کہ وہ روح کے ان معالجوں سے استفادے کی توفیق ارزانی بخشے اور ہمیں ماڈی دنیا کے علائق سے بچائے اور صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے۔ صراطِ مستقیم کا سراغ اللہ والوں سے وابستگی سے مل سکتا ہے۔ صراطِ مستقیم کا حصول حاصل حیات ہے۔ صراطِ مستقیم کا حصول اللہ پر ایمان کے بغیر ناممکن ہے۔ میرے روحانی رہبر حضرت کاش البرنیؒ کا قول ہے۔ "جو شخص خدا پر اعتقاد رکھتا ہے وہ گناہ نہیں کر سکتا۔"

احقر العباد ماسٹر اکرام

اظہار عقیدت

(حضرت مرزا محمد افضل بیگؒ)

دوئی کا آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا تو نے
مجاز کو بھی حقیقت بنا دیا تو نے

سرور و کیف میں ڈوبی ہوئی ہے روح مری
نجانے کون سا نغمہ سنا دیا تو نے

وہ جس کو دیکھ کے غش آ گیا تھا موسیٰ کو
زہے نصیب وہ جلوہ دکھا دیا تو نے

ہوا نصیب نہ جو جیتے جی سکندر کو
خوشا وہ آب بقا بھی پلا دیا تو نے

بھٹک رہا تھا میں گمراہیوں کی راہوں میں
خدا کی راہ پہ آ کر لگا دیا تو نے

مجھے جگا نہ سکا کوئی خواب غفلت سے
خدا کا شکر ہے آ کر جگا دیا تو نے

نگاہ لطف سے حسرت نصیب افضلؔ کو
زمانے بھر کے غموں سے چھڑا دیا تو نے

☆

حدِ ادب

مُجسّم خُلق سرتاپا محبت
زہے آسودۂ لطفِ رسالت
جناب حافظ اللہ بچایاؒ
حقیقت آشنا، پیرِ طریقت

(ساحر صدیقی مرحوم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

سلسلۂ مبارک خواجگان نقشبندیہ مجدّدیہ فضلیہ

(منظومہ حضرت خواجہ مرزا محمد افضل بیگ صاحب نقشبندی مجدّدیؒ)

رحم کر یارب محمد(۱) مصطفیٰ کے واسطے
شافع محشر امام الانبیاء کے واسطے

اے خدا صدق و صفا سے دل میرا لبریز کر
حضرت(۲) صدیق یار باوفا کے واسطے

دور ہو دل کی سیاہی دور ہو سب دل کا میل
حضرت(۳) سلماں، محبّ مصطفیٰ کے واسطے

نفس اور شیطاں کے شر سے اے خدا مجھ کو بچا
حضرت(۴) قاسم، شہہ شاہ و گدا کے واسطے

غیر کی الفت کا مٹ جائے مرے دل سے خیال
حضرت(۵) جعفر امام الاتقیاء کے واسطے

غوث اعظم خواجہ بسطام شیخ(۶) بایزید
اور خواجہ بوالحسن(۷) نور الہدیٰ کے واسطے

حضرت خواجہ(۸) ابوالقاسم کے صدقے اے خدا
شیخ عالم(۹) بوعلی با صفا کے واسطے

ذکر حق سے ہو منور یہ مرا قلب سیاہ
خواجہ بو(۱۰) یوسف، شہ یوسف لقا کے واسطے

وقت آخر جانکنی کی مشکلیں آسان ہوں
عبدخالق غجدوانی پیشوا کے واسطے

قبر کی تنگی سے اور سختی سے مل جائے نجات
حضرت عارف(۱۲) کے صدق بے ریا کے واسطے

دل میں ہو تیری محبت تیرا ڈر اور تیری یاد
فغنوی محمود(۱۳) مردِ باخدا کے واسطے

واسطے خواجہ عزیزانِ علی(۱۴) رامتینی
خواجہ بابا(۱۵) سماسی پارسا کے واسطے

حضرت خواجہ(۱۶) کلال با صفا کا واسطہ
اور بہاؤالدین امام(۱۷) الاولیاء کے واسطے

واسطے خواجہ(۱۸) علاؤ الدین اور(۱۹) یعقوب کے
اور(۲۰) عبیداللہ شہ اہل رضا کے واسطے

زہد اور تقویٰ کا کچھ حصہ مجھے بھی ہو نصیب
حضرت(۲۱) زاہد کے زہد بے ریا کے واسطے

مجھ کو درویشوں کی صحبت سے الٰہی فیض ہو
خواجہ درویش(۲۲) جیسے رہنما کے واسطے

اپنے بندوں میں مرا بھی اے خدا کر لے شمار
خواجہ(۲۳) محمد بوالعلماء کے واسطے

واسطے خواجہ محمد باقی(۲۴) باللہ کے
شیخ(۲۵) احمد پیشوائے اولیاء کے واسطے

خواجہ معصوم(۲۶) سرہندی کے صدقے اے خدا
شیخ(۲۷) سیف الدین منظور خدا کے واسطے

محسن(۲۸) و نور(۲۹) محمد کی ولایت کے طفیل
اور مظہر جان(۳۰) جاناں میرزا کے واسطے

حضرت(۳۱) خواجہ علی دہلوی کا واسطہ
قطب عالم بو(۳۲) سعیدِ با صفا کے واسطے

پردہ غفلت میری آنکھوں سے یارب دور ہو
حضرت احمد(۳۳) سعید پر ضیا کے واسطے

دوست(۳۴) حق خواجہ قندھاری(۳۵) عثمان کے طفیل
اور سراج(۳۶) الدین سراج الاصفیا کے واسطے

اس زمانے کے مجدد پیرانِ پیر
خواجہ فضل علی(۳۷) مرتضٰی کے واسطے

قطب دوراں، پیر کامل، دستگیر بیکساں
حضرت اللہ(۳۸) بچایا حق نما کے واسطے

یاالٰہی افضل بے کس کی ہے یہ التجا
فضل کر مجھ پر تو ان سب اولیاء کے واسطے

غفلت و عصیاں میں ساری عمر ہی تو کٹ گئی
کچھ نہ یارب کر سکا تیری رضا کے واسطے

ہوں گناہوں سے میں تائب میرے توبہ کر قبول
عاجزی سے در پہ آیا ہوں دعا کے واسطے

☆

حواشی

(۱) الٰہی بحرمت شافع المذنبین رحمتہ العالمینؐ
(۲) بحرمت امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیقؓ
(۳) بحرمت حضرت سلمان پارسیؓ
(۴) بحرمت حضرت امام قاسمؒ
(۵) بحرمت حضرت امام جعفر صادقؒ
(۶) بحرمت حضرت بایزید بسطامیؒ
(۷) بحرمت حضرت ابوالحسن خرقانیؒ
(۸) بحرمت حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ
(۹) بحرمت حضرت بو علی فارمدیؒ
(۱۰) بحرمت حضرت ابویوسف ہمدانیؒ
(۱۱) بحرمت حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ
(۱۲) بحرمت حضرت عارف ریوگریؒ
(۱۳) حضرت محمود الخیر مغنویؒ
(۱۴) بحرمت حضرت عزیزان علی رامیتنیؒ
(۱۵) بحرمت حضرت بابا سماسیؒ
(۱۶) بحرمت حضرت سید امیر کلالؒ
(۱۷) بحرمت حضرت بہاءالدین نقش بندؒ
(۱۸) بحرمت حضرت علاؤالدین عطارؒ
(۱۹) بحرمت حضرت یعقوب چرخیؒ
(۲۰) بحرمت حضرت عبیداللہ احرارؒ
(۲۱) بحرمت حضرت محمد زاہدؒ
(۲۲) بحرمت حضرت درویش محمدؒ
(۲۳) بحرمت حضرت محمد امکنگیؒ
(۲۴) بحرمت حضرت محمد باقی باللہؒ
(۲۵) بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ
(۲۶) بحرمت حضرت محمد معصوم سرہندیؒ
(۲۷) بحرمت حضرت سیف الدین سرہندیؒ
(۲۸) بحرمت حضرت محمد محسن دہلویؒ
(۲۹) بحرمت حضرت سید نور محمد بدایوانیؒ
(۳۰) بحرمت حضرت مظہر میرزا جانِ جاناںؒ
(۳۱) بحرمت حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ
(۳۲) بحرمت حضرت شاہ ابوسعید احمدیؒ
(۳۳) بحرمت حضرت شاہ احمد سعید مدنیؒ
(۳۴) بحرمت حضرت دوست محمد قندھاریؒ
(۳۵) بحرمت حضرت محمد عثمان دامانیؒ
(۳۶) بحرمت حضرت سراج الدینؒ
(۳۷) بحرمت حضرت محمد فضل علی قریشیؒ
(۳۸) بحرمت حضرت حافظ اللہ بچایاؒ

خواجہ پنجاب حضرت حافظ قاری اللہ بچایاؒ

خواجہ پنجاب، ہادی و شیخ و شاب، قطب زمانہ، شیخ یگانہ، سیدنا و مرشدنا حضرت حافظ قاری اللہ بچایاؒ حضرت غریب نواز خواجہ محمد فضل علی قریشی ہاشمی عباسیؒ کے خلیفہ اجل تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد ریاست جیسلمیر (بھارت) سے نقل مکانی کر کے ریاست بہاول پور میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔

آپ نے موضع عبداللہ پور، تحصیل احمد پور شرقیہ میں جو اپنی بستی بسائی اس کا نام مطیع پور شریف ہے۔ مطیع پور شریف کی بستی محمد(ا) مطیع اللہ سے موسوم ہے۔ جو حضرت غریب نوازؒ کے لخت جگر تھے۔

آپ کی جائے پیدائش چاہ مہر والا، آپ کا آبائی پیشہ زراعت تھا۔ طبیعت ابتداء ہی سے نیک تھی۔ دس سال کی عمر میں آپ نے گھر کو خیر باد کہہ کر جلال پور پیر انوالہ کا رخ کیا یہاں اڑھائی سال تک مولوی غلام قادر صاحبؒ کی خدمت میں رہ کر قرآن پاک، دینیات اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے حافظ فتح محمد قادریؒ سے قرآن پاک حفظ کرنا شروع کیا۔ حفظ قرآن کے بعد آپ نے حضرت غریب نوازؒ کے خلیفہ اوّل حضرت حافظ قاری کریم بخشؒ سکنہ بہاول پور گھلواں والا کی خدمت میں پہنچ کر قرآن پاک کو دہرایا۔ آپ نے مصر کے قاری مطیع اللہ صاحبؒ سے قرآت و تجوید سیکھی۔

اس عرصہ میں آپ کے بھائی آپ کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ آخرکار آپ کو ڈھونڈ کر بصد اصرار گھر لے آئے اور آپ کو شادی کے بندھن میں باندھنا چاہا۔ آپ شادی کا نام سن کر پھر گھر سے روپوش ہوگئے اور سبز کپڑے پہن کر ہاتھ میں عصا تھامے موضع گرواہاں پہنچ گئے۔ آپ کے بھائی آپ کو دوبارہ اس شرط پر لانے میں کامیاب ہوگئے کہ آپ کی شادی نہیں کی جائے گی۔

اس کے بعد آپ اُچ شریف میں چشتیہ خاندان کے ایک بزرگ شیخ میاں غلام رسولؒ سے بیعت ہوگئے۔ یہاں کچھ تسکین خاطر نہ ہوئی۔ اس عرصہ میں آپ کی شادی آپ کے ماموں کے گھر ہوگئی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد آپ دین پور شریف میں قادریہ خاندان کے ایک بزرگ حضرت خواجہ غلام محمد (۲) سے بیعت ہوگئے۔ ابھی سلوک قادریہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچا تھا کہ حضرت غریب نواز خواجہ محمد فضل علی قریشی کی کشش آپ کو چالیس میل کے پاپیادہ سفر طے کرنے کے بعد فقیرپور شریف کھینچ کر لے گئی اور آپ انکے حلقہ بیعت میں شامل ہوگئے۔

حضرت غریب نوازؒ نے آپ کی قلبی استعداد اور ظرف قبولیت کو بھانپ لیا اور فیض کا دریا بہادیا۔ ایک روز حضرت غریب نوازؒ آپ کو فقیرپور سے باہر ایک جنگل میں لے گئے اور ایک جگہ پر بیٹھ کر فرمایا۔ "حافظ جی میرے سینے میں تمھارا کچھ حصہ ہے"۔ چناں چہ وہیں مخصوص توجہ فرمائی۔ جس کی برکت اور ذکر کی گرمی سے آپ پر محویت اور رقّت طاری ہوگی اسی حالت میں آپ گھر لوٹے اور ہفتہ بھر کے بعد پھر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس طرح آپ اکتسابی ترقی کے لیے حسب ارشاد پیر و مرشد کامل ریاضت شاقہ ازِ قسم اذکار و اشغال کا بالتزام تکمیل فرماتے رہے اور اپنے پیر و مرشد کی بابرکت صحبت سے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہے۔ حضرت غریب نوازؒ بھی آپ پر نظر خاص رکھتے۔ چناں چہ توجہ خاص سے عرصہ قلیل میں تمام مقامات مجدّدیہ طے کرا کر دستار خلافت و بشارت خاصہ سے سرفراز فرمایا اور اجازت نامہ نقشبندیہ مجدّدیہ مرحمت فرما کر رخصت کیا۔ ذیل میں تبرک کے طور پر اجازت نامے کی نقل تحریر کی جاتی ہے۔

اجازت نامہ حضرات نقشبندیہ مجدّدیہ عثمانیہ

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوااتَّقواللّٰه وَابْتَغُوْ اِلَيْهِ الْوَسِّيلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُم تُفْلِحُوْن۝

(ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف پہنچنے کے لیے ذریعہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ یقیناً تم فلاح پاؤ گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدُ الْمُرسلِیْنِ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِیْنِ وَاَصْحَابِهِ الطَّیِّبِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَومِ الدِّینِ۔

امابعد می گوید فقیر حقیر لاشئی محمد فضل علی قریشی ہاشمی عباسی قریشی ہاشمی عباسی کہ ایں عاجز و خاک ذرۂ بے مقدار در خاندان نقشبندیہ مجددّیہ عثمانیہ داخل شدہ علم سلوکِ تام دوبارہ تا دائرۂ لا تعیّن از حضرت قبلہ عالم حاجی حافظ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب دامانی حاصل نمودہ و شرف اجازت از آنحضرت قبلہؒ یافتہ برائے تحقیق سلسلہ شریف موجودہ است۔ پس ازیں عاجز لاشئی برادر طریقت جناب مولانا حافظ مولوی اللہ بچایا صاحب ولد میاں عبداللہ سکنہ عبداللہ پور علم سلوک و جذب و حالات و واردات صحیحہ حاصل نمودہ برائے تعلیم اسم ذات و علم سلوک برائے طالبان مولا و برائے خدمت اسلام بموجب ضرورت اجازت دادہ شد۔ طالبان راہِ حق ملیؔ وعلیؔ را مناسب است کہ زود فیض ظاہری و باطنی از ایں شیخ کامل حاصل نمایند و ہیچ خطرہ و شک در دل نیازند کہ جناب خلیفہ صاحب موصوف لِلّٰہ فی اللہ خدمت اسلام و برادران اسلام کند۔ فقط

دستخط (مہر)

تاریخ ۲۳ر شوال ۱۳۴۷ھ ہجر المبارک یوم جمعہ وقت عشاء بمقام فقیر پور شریف۔ (انجیز باہتمام)

خاکسار ذرّہ بے مقدار محمد فضل علی قریشی ہاشمی عبّاسی از فقیر پور شریف۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے خلفاء کی تعداد کم و بیش یک صد اٹھائیس ۱۲۸ بیان کی جاتی ہے۔ جنھیں باضابطہ طور پر تعلیم طریقہ کی اجازت دی گئی ہے۔ ان خلفاء میں بلحاظ افضلیت ہمارے پیر و مرشد سرفہرست ہیں۔ کیوں کہ حضرت غریب نوازؒ کے وصال کے بعد آپ ہی درجہ قطبیت سے سرفراز ہوئے۔ اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ ہمارے پیر و مرشد کا ارشاد تمام پنجاب میں پھیلا ہوا ہے۔ ارض پنجاب میں ایسا کوئی گوشہ نہ تھا جہاں حضورؒ کا فیض نہ پہنچا ہو۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت غریب نوازؒ کے وصال کے بعد ان کے اکثر مریدوں نے ان کے دست مبارک پر بیعت ثانی کی تیسری دلیل یہ ہے حضرت غریب نوازؒ کے متعدد خلفاء نے نہ صرف آپ کے لیے اپنے مقامات چھوڑ دیے بلکہ ان کے مرید بھی آپ سے فیض یاب ہوئے۔

بعض ابتدائی حالات

آپ کو اپنے پیرو مرشد سے اس قدر والہانہ محبت اور عقیدت تھی کہ آپ بیشتر ان کی خدمت میں حاضر رہتے۔ پیرو مرشد کی صورت دیکھتے ہی آپ پر جذبہ و مستی کا عالم طاری ہو جاتا اور آپ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر ان کے سامنے اس طرح جھومتے جس طرح بین کی آواز پر سانپ سپیرے کے آگے جھومتا ہے۔

حضرت غریب نوازؒ تبلیغی سفر پر روانہ ہوتے تو آپ بھی شریک سفر ہوتے اور اس کے لیے اشیائے خانہ اور مال مویشی کی فروخت سے بھی دریغ نہ کرتے۔ ابتداءِ سلوک میں پورے دو سال تک آپ کی آنکھیں بند رہیں۔ دوسری طرف حضرت غریب نوازؒ کا بھی یہی حال رہا۔ دو سال کے بعد آنکھیں تو کھل گئیں لیکن جذبۂ مستی کا سلسلہ دس سال تک متواتر جاری رہا۔ اس دوران آپ کو اپنے تن من کا مطلق ہوش نہ ہوتا تھا۔ لڑکے آپ پر مٹی کے ڈھیلے پھینکتے تو راہ چلنے والے آپ کی حفاظت کرتے۔ حالت مستی میں جو کوئی آپ کو چھو لیتا وہ بھی جاذب ہو جاتا۔ جو آپ کا تمسخر اڑاتا وہ بھی آپ کے ساتھ مجذوب ہو جاتا۔ عالم مستی میں آپ سے بے شمار مافوق العادۃ باتیں سرزد ہوتیں۔ ایک بار جوع البقری[۳] کی ایسی حالت ہوئی کہ چھلکے سمیت دو بڑے بڑے تربوز، چالیس بیگن ڈنڈیوں اور چھلکے سمیت اور لنگر کا سارا کھانا کھا گئے پھر بھی بھوکے کے بھوکے ہی رہے۔

ایک مرتبہ حضرت غریب نوازؒ کی معیّت میں ایک دعوت پر گئے۔ جہاں چولہے میں

بڑے پیمانے پر آگ سلگ رہی تھی۔ آپ اس میں کود پڑے۔ اس منظر سے لوگ متحیّر اور دہشت زدہ ہو گئے۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا "خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ آگ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ حافظ جی کو جلا سکے۔ یہ اور مقام ہے"۔

ایک مرتبہ ایک محفل میں غریب نوازؒ کو ہنسی آگئی اور ان کے ساتھ تمام صوفیوں پر ہنسی طاری ہو گی تو معاً آپ نے حالت مستی میں حضرت غریب نوازؒ کو اس طرح مخاطب کیا۔ "اگر تو شیخ ہوتا تو اس قدر بھاری بھر کم کیوں ہوتا؟ پھر کہا اگر تو شیخ ہوتا تو محفل میں کیوں ہنستا؟"۔ آپ کے یہ کلمات سن کر ایک شخص حاجی تھا اور آپ کے قریب ہی کھڑا تھا۔ آگے بڑھ کر حضرت غریب نوازؒ کے قدموں میں گر گیا اور کہنے لگا۔ "یہی سوالات میرے دل میں پیدا ہو رہے تھے جو آپ کے خادم نے بتادیے۔ آپ کے خادموں کا یہ حال ہے تو آپ کا مقام کیا ہو گا"۔ یہ کہہ کر آپ سے بیعت کی اور کئی لوگوں نے اس کی تقلید کی۔

ایک مرتبہ آپ حضرت غریب نوازؒ کے ہمراہ ایک تبلیغی دورے پر ملتان پہنچے تو کئی صوفیوں پر حالت جذبہ طاری ہو گئی۔ آپ عالم مستی میں زور زور سے اللہ اللہ پکارتے اسٹیشن تک چلے گئے راستے میں ہندو آپ کے ہاتھ میں روپے پیسے تھماتے آپ ان کو اچھال کر آگے بڑھ جاتے۔

ایک مرتبہ حضرت غریب نوازؒ حاجی گل محمد کی دعوت پر تشریف لے جا رہے تھے۔ نیاز مندوں کی کثیر تعداد آپ کے ہمراہ تھی۔ حضرت غریب نوازؒ اور حضرت حافظ کریم بخشؒ گھوڑوں پر سوار تھے۔ راستے میں آپ پر مستی طاری ہو گئی۔ آپ حضرت غریب نوازؒ کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔ "قریشی تو بڑا بے ادب ہے"۔ حضرت غریب نوازؒ فوراً گھوڑے سے اتر گئے۔ حضرت حافظ کریم بخشؒ نے بھی آپ کی تقلید کی۔ ہمارے حضرت گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت غریب نوازؒ سے یوں مخاطب ہوئے۔ "میرے گھوڑے کے آگے آگے بھاگتے رہیے" چناں چہ حضرت غریب نوازؒ آدھ میل کے قریب ان کے گھوڑے کے آگے بھاگتے رہے۔ بعدہٗ حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا۔

"حافظ جی پر میرے پیر کی روح کا نزول ہوا تھا"۔

ایک مرتبہ اپنی قیام گاہ پر حضرت غریب نوازؒ اپنے حلقہ بگوشوں سے اس طرح مخاطب ہوئے۔ ''اگر میں کسی معاملے میں تمھاری آزمائش کروں تو شاید ہی اس میں کوئی پورا اترے''۔ حضرت غریب نوازؒ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سن کر ہمارے حضرت پر گریہ طاری ہو گیا اور انھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کی۔ ''سائیں آپ کا اسم مبارک فضل ہے۔ ہم پر فضل کرتے رہیں۔ ہم کسی امتحان یا آزمائش میں پورا نہ اتریں گے۔ اگر کبھی ایسی نوبت آئی تو آپ اکیلے رہ جائیں گے''۔

ایک مرتبہ غریب نوازؒ جالندھر شہر (مشرقی پنجاب) کے تبلیغی سفر پر تھے۔ دوران سفر آپ کے ایک مرید نے کوئی چیز خرید کر کھانی چاہی آپ پیچھے مڑ کر اس طرح مخاطب ہوئے۔ ''میرا ساتھ چھوڑ کر میری جماعت سے فوراً علیحدہ ہو جاؤ''۔ وہ مرید اپنی کوتاہی پر ہر چند معافی کا خواستگار ہوا۔ مگر آپ نے اسے معاف نہ کیا اور فرمایا۔ ''تم اس قابل نہیں ہو کہ میرے شریک سفر رہو۔ تمھارا سوءِ اداب نا قابل معافی ہے''۔ وہ مرید آپ کے قدموں میں بھی لوٹا۔ مگر آپ کی خفگی رفع نہ ہوئی۔ آخر کار ہمارے حضرت آگے بڑھے اور انھوں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا کر عرض کی۔ ''سائیں مجھے بھی اجازت دیں۔ ہم لوگ ناقص ہیں۔ ہم نے اپنی اصلاح کے لیے آپ کا دامن تھاما ہے۔ اگر آپ نے ہماری لغزشوں اور فروگذاشتوں کو معاف نہ فرمایا تو ہم کہیں کے نہ رہیں گے۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ ہم ہنسی خوشی علیحدہ ہو جائیں۔ اس طرح کم از کم ہمارا ایمان تو بچا رہے گا''۔ ہمارے حضرت کی معروضات سن کر آپ سوچ میں پڑ گئے اور فرمایا۔ ''حافظ جی جاؤ میں نے اسے معاف کیا۔ آیندہ آپ کی ہر بات میرے لیے قابل قبول ہو گی''۔

جالندھر کی خلافت

حضرت غریب نوازؒ نے تبلیغ و تلقین کی غرض سے اپنے خلفاء کو مختلف علاقے سونپ رکھے تھے۔ ہمارے حضرت مرشدی و مولائی حافظ قاری اللہ بچایاؒ کو جالندھر کی خلافت عطا کی گئی۔ جالندھر کی خلافت کے سلسلے میں چونکہ آپ کی علوہمتی اور بلند مرتبت کا راز پنہاں ہے۔ اس لیے اس کا مجملاً ذکر کیا جاتا ہے۔

جب غریب نوازؒ نے مختلف علاقہ جات کے خلافتوں کی تقسیم شروع کی تو جالندھر کی جماعت نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہمیں کوئی ایسا خلیفہ دیا جائے جو خوش گفتار، لسانیات کا ماہر اور واعظ جادو بیان ہو۔ حضرت غریب نوازؒ نے ان کی خواہش کے مطابق حضرت خلیفہ مولوی بشیر احمد صاحبؒ کو جالندھر کی خلافت مرحمت فرمائی۔ خلیفہ موصوف میں ماحولہ صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ مگر اس کے باوجود انھیں کامیابی نصیب نہ ہوئی اور لوگوں نے ان کی جانب رجوع نہ کیا۔

ایک مرتبہ جب حضرت غریب نوازؒ دہلی میں رونق افروز تھے تو خانقاہِ (۴) نقشبندیہ میں جالندھر کی خلافت کا ذکر چھڑ گیا۔ حضرت غریب نواز کے استفسار پر حضرت خلیفہ بشیر احمد صاحب نے عرض کی کہ جالندھر کے لوگ بہت سخت ہیں۔ حضرت غریب نوازؒ نے چندے توقف کے بعد فرمایا "حافظ جی کہاں ہیں؟" ہمارے حضرت کا یہ معمول تھا کہ حضرت غریب نوازؒ کی محفل میں پاس ادب سے چھپ کر بیٹھتے۔ اپنے پیرو پیشوا کا ارشاد سن کر آپ لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ حضرت غریب نوازؒ نے ان کو دیکھ کر فرمایا۔ "اب یہ جالندھر کا خلیفہ ہے۔ اگر جالندھر والے سخت ہیں تو خلیفہ بھی سخت ہے"۔ جملہ معترضہ کے طور پر یہاں اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے حضرت سختی نام کی کوئی علامت موجود نہ تھی۔ آپ نہایت حلیم الطبع اور رحم دل تھے۔ انھی

اوصاف کی وجہ سے جالندھر والے آپ کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ آپ جہاں بھی قیام فرماتے وہاں طالبانِ حق کا جمگھٹا رہتا۔

خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد پہلی بار جب آپ جالندھر تشریف لائے تو سب سے پہلے امام ناصر الدینؒ(۵) کے مزار پر مراقب ہوئے۔ امام موصوفؒ آپ کی آمد سے بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا آج میرا مصلاّ سنبھالیے۔ آپ نے عرض کی۔ "حضرت میں اجنبی ہوں۔ مجھے تو یہاں کوئی جانتا بھی نہیں ہے"۔ جواباً حضرت امام ناصرؒ صاحب نے فرمایا کہ نماز مغرب کے وقت یہاں تشریف رکھیے۔ میں اس کا بندوبست خود کروں گا۔

اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت امام ناصر الدینؒ کی خانقاہ کے متولّیوں کے ذہنوں میں انا ولا غیری کا خیال بری طرح سمایا ہوا تھا وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ خصوصاً مقررہ امام کے سوا کسی اور کا نماز پڑھانا ایک امر محال تھا۔ اس سے قبل کوئی ایسی مثال بھی موجود نہ تھی۔ بہر صورت ہمارے حضرت نے حضرت امام ناصر الدینؒ کے ارشاد کا تذکرہ اپنے ایک دو ساتھیوں سے کیا تو وہ بھی متعجب ہوئے۔ نماز مغرب کے وقت آپ خانقاہ کی مسجد میں رونق افروز تھے۔ موذن نے اذان دی۔ آپ اور آپ کے ساتھی اس امر کے منتظر ہوئے کہ دیکھیے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ حضرت امام موصوفؒ کے تصرّف سے امام مسجد کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ مصلّے پر قدم رکھے۔ وہ اپنی جگہ پر بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ اسی اثناء میں ایک زرگر مسمّی عبدالرزاق نے آپ کی کلائی پکڑی اور مصلّے پر کھڑا کر دیا۔ آپ کی کلائی کو چھوتے ہی عبدالرزاق کو جذبہ ہو گیا۔ دوران نماز جو بھی اس کا ساتھ لگا اسے بھی جذبہ ہو گیا۔

اس کے بعد جالندھر میں جو قبولیت عام آپ کو نصیب ہوئی۔ جالندھر کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ بڑے بڑے جابر و سنگدل، بڑے بڑے دشمن و سرکش، بڑے بڑے مغرور و خود سر، بڑے بڑے بے دین و گمراہ اور بڑے بڑے فاسق و فاجر آپ کے قدموں میں آن گرے۔ آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوئے اور سچے مسلمان بن کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔

مختصر سے عرصے میں آپ کی ذات مرجع، خلائق بن گئی۔ جالندھر کے گھر گھر میں آپ کا چرچا ہونے لگا۔ وہ گھر جہاں لہو لعب کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا۔ ذکر و فکر سے معمور ہو گئے اور

نمازیوں، متقیوں اور تہجد گزاروں کے مسکن بن گئے۔

اگرچہ آپ کا مرکز تبلیغ و تلقین جالندھر تھا۔ مگر حضرت غریب نوازؒ کے ایماء کے مطابق جالندھر شہر کے مضافات اور گردونواح کے علاقے بھی آپ کے حلقۂ تبلیغ و تلقین میں شامل تھے۔ اس طرح قیام پاکستان سے قبل نکودر، نواں شہر، بنگہ، راہوں، رڑکی مفلاں، بستی پٹھاناں، (۶) بٹالہ ، پٹھانکوٹ، دھاری وال، فیروز پور اور گورداس پور پر مشتمل وسیع علاقہ آپ کے فیض باطنی سے جگمگاتا رہا۔

قیام پاکستان کے بعد مشرقی پنجاب کی مسلم آبادی جب مغربی پاکستان منتقل ہوئی اور آپ کے مریدین مختلف شہروں میں پھیل گئے تو لاہور، شیخوپورہ، جھنگ، سرگودھا، جلال پور جٹاں، گجرات، فیصل آباد اور راولپنڈی تک آپ کا حلقۂ رشد وہدایت پھیل گیا۔ اندریں حالات آپ کو خواجہ پنجاب کہنا بجا نہ ہوگا۔ آپ کی حیات مبارکہ میں (دونوں صوبوں میں) طالبان حق کا سیلاب آپ کی خدمت میں امڈا رہتا۔ تہذیب نفوس طالبان جو آپ کی صحبت میں ہوتی۔ بزرگان سلف ہی کے دور میں کبھی ہوتی ہوگی۔ مشائخ وقت کے ہاں تو یہ بات کہیں نظر نہیں آتی۔ مئولف لاشے کے لیے یہ شرف بہت بڑا ہے کہ وہ مشرقی اور مغربی پنجابوں کے تبلیغی دوروں میں بیشتر اپنے حضورؒ کا خدمت گزار رہا ہے۔

صفحہ ۴۸ کے بعد پڑھیں۔

چوہدری عبدالحمید صاحب[۳۰] کے بیعت ہونے کا واقعہ

محمد ممتاز پرویز شامی صاحب[۳۱] نے چوہدری عبدالحمید صاحب کے بیعت ہونے کا واقعہ اس طرح تحریر فرمایا ہے:

حضورؒ ایک مرتبہ جالندھر تشریف لائے۔ سن مجھے یاد نہیں۔ آپ ان دنوں آبادپورہ[۳۲] شیخ عبدالمجید[۳۳] کے یہاں کے قیام فرماتے۔ علی الصبح شہر تشریف لے آتے۔ دوپہر کا کھانا مولوی محمد خلیل صاحب کے یہاں تناول فرماتے۔ حسب معمول میں ان کی زیارت کے لیے اونچی مسجد (محلہ سید کبیر) پہنچا تو میری داڑھی کا ذکر چھڑ گیا۔ میں نے عرض کی۔ کیا کروں ہماری برادری میں لڑکے اور لڑکیاں سب نئی روشنی کے دل دادہ ہیں۔ داڑھی رکھتا ہوں تو برادری میں شادی ناممکن ہو جائے گی۔ حضورؒ نے فرمایا۔ محمد ممتاز! تم حضرت غریب نوازؒ کے پاس چلے جاؤ۔ مختلف شہروں میں تمھاری برادری کے لوگ ان کے مرید ہیں۔ وہ جہاں مناسب سمجھیں گے تمھاری شادی طے کر دیں گے۔ ہماری برادری میں بھی انہی کی مرضی و منشا سے رشتے طے پاتے ہیں۔ انھوں نے مزید فرمایا کہ حضرت غریب نوازؒ تمھارا بڑا خیال رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمھارے جدامجد حضرت شیخ عبدالنبی شامیؒ[۳۴] نے حضرت غریب نوازؒ سے اس امر کا تذکرہ کیا ہے کہ ہماری گدی خالی پڑی ہے۔ اس کے لیے محمد ممتاز کو سنوار یے۔ حضرتؒ کے یہ کلمات سن کر یارائے ضبط نہ رہا اور میں رو پڑا۔

حضور نے یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا تھا کہ کیوں نہ کچھ

عرصہ کے لیے محمد ممتاز کو مجذوب بنادیا جائے۔ میں نے روتے روتے عرض کی۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ آپ میری سفارش کریں۔

حضورؒ نے فرمایا میں تمھاری خواہش ان کے گوش گزار کروں گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ میں اس کی تکمیل کے لیے مزید اختیارات حاصل کر کے دوبارہ آؤں۔ میں نے پھر بعالم رقت عرض کی۔ خدا جانے قیامت کے دن میری اس نافرمانی کی وجہ سے حضرت غریب نوازؒ مجھے قبول بھی کریں گے کہ نہیں۔

اس کے بعد میں حضورؒ کو چوہدری عبدالحمید صاحب کی بیٹھک میں لے گیا کیوں کہ میں چاہتا تھا کہ چوہدری صاحب موصوف بھی حضورؒ سے بیعت ہو جائیں وہ میری باتوں سے متاثر بھی تھے۔ غالباً انھوں نے حضورؒ کو مدعو بھی فرمایا تھا۔ چوہدری صاحب علامہ اقبال کا کلام گنگنارہے تھے۔ حضورؒ نے فرمایا۔ جامی کی کوئی غزل یاد ہو تو سناؤ۔ انھوں نے اپنی ایک غزل سنائی تو حضورؒ استغراق میں چلے گئے۔ حضورؒ کپڑے کی ایک آرام کرسی(۳۵) میں آرام فرمارہے تھے اور ہم دونوں ان کے سامنے قالین پر مودب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے جیب سے عطر کی شیشی نکال کر حضورؒ کی ریش و لباس کو معطر کیا۔ پھر ہم دونوں بھی مراقب ہو گئے۔

ذرا سی دیر کے بعد حضورؒ نے فرمایا۔ ''جنس کو کیوں خطرہ لاحق ہے''۔ اور یہ کلمہ تین بار دہرایا۔ میں خاموش رہا کیوں کہ میں اس کا مطلب نہیں سمجھا تھا۔ پھر فرمایا۔ ''محمد ممتاز! ہم جنس کر خرید کو چکے ہیں۔ یہ جنس جیسی بھی ہے کھوٹی یا کھری ہے ہماری ہے۔ پھر جنس کیوں خائف ہے''۔ میں پھر بھی کچھ نہ سمجھا۔ پھر فرمایا۔ ''عبدالحمید کو والدین سے ناراض نہیں رہنا چاہیے۔ ان کا بہت حق ہے''۔

اس کے بعد مقام فنا فی الشیخ کی نہایت کے اوپر عروج ہوا تو پانی منگوا کر اپنے سینے پر انڈیلا۔ پھر استغراقی کیفیت طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا تو ہم سے پوچھا۔ ''مرے منھ سے کوئی کلمہ غیر تو نہیں نکلا!'' ہم نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا۔ ''وہ بات جو میں نے تم سے کہی تھی۔ وہ حضرت غریب نوازؒ کا ارشاد تھا۔ اور تمھارے اس خدشے کا جواب تھا۔ جس کا ذکر تم نے مسجد میں کیا تھا۔ چوہدری عبدالحمید صاحب کے متعلق جو کچھ کہا گیا۔ وہ بھی اس سے بہت

متاثر ہوئے۔

میں نے اسی وقت چوہدری صاحب کے ہاتھ پکڑ کر حضورؒ کے ہاتھ میں دے دیا اور عرض کی۔ انھیں بیعت کریں۔ چوہدری صاحب بطیب خاطر بیعت ہوگئے تھے۔ اس کے بعد حضورؒ اکثر دوپہر کی بیٹھک میں گزارتے۔ بلکہ نماز ظہر یہیں ادا کرتے۔

ابتداء میں حضورؒ لاہور تشریف لاتے تو مزار حضرت داتا بخشؒ کے علاوہ دوسرے مزارات پر کم کم ہی حاضری دیتے۔ حضورؒ ۱۹۴۴ء میں پہلی بار حضرت جہانگیرؒ کے مزار پر مراقب ہوئے۔ تو مؤلف لاشئے اور حضرت خلیفہ مولوی غلام علی(۳۶) صاحب بھی حضورؒ کے ساتھ تھے۔ جیٹھ کی لوؤں سے بدن جھلس رہے تھے اور گھٹن سے دم گھٹ رہا تھا۔ حضورؒ مراقب ہوئے تو میں انہیں اس خیال سے پنکھا جھلنے لگ گیا کہ آپ یکسوئی کے ساتھ مراقبہ فرما سکیں۔ مراقبے سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا۔

جہانگیرؒ میری آمد سے بہت خوش تھے۔ سب سے پہلے انھوں نے میری تسبیح (۳۷) کو چوما۔ میں نے ان سے پوچھا۔ جہانگیر صاحب! آپ زمین کے اوپر اقلیم ہند کے شہنشاہ تھے۔ یہ تو بتائیں کہ زمین کے نیچے کس حال میں ہو؟ انھوں نے کہا۔ میری شہنشاہیت نے زمین کے نیچے کچھ فائدہ نہیں دیا۔ شہنشاہ تو آپ ہیں۔ زمین کے اوپر زمین کے نیچے آپ ہی کی اصل حکمرانی ہے۔

انہوں نے کہا۔ میں بڑا سرکش، بدعمل اور گمراہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بیعت ہونے کی سعادت عطا فرمائی تو میری حالت سدھر گئی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مجھے دستار خلافت مرحمت فرمائی۔ میں نے پوچھا پھر تو آپ نے لوگوں کو اللہ اللہ کرنا بھی بتایا ہوگا۔ انہوں نے کہا اگرچہ اس امر میں وقار شاہی مانع تھا۔ پھر بھی میں اپنے محل میں حلقہ ذکر کا اہتمام کرتا جس میں شاہی خاندان کے افراد اور خدمت گار شامل ہوتے۔

آخر میں حضورؒ نے مؤلف لاشئے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ جہانگیرؒ نے کہا ہے کہ محمد امجد بڑا خوش نصیب ہے۔ خدا جانے اس پیشن گوئی کے محرکات ان کے تحت الشعور میں کیا تھے۔ اپنا تو آج بھی یہی حال ہے۔ ؎

خوش نصیبی میں ایک عیب ہے یہ
بدنصیبوں کے گھر نہیں آتی

ایک مرتبہ حضورؒ جہانگیرؒ کے مزار پر مراقب ہوئے تو آپ نے دوران مراقبہ تلاوت قرآن پاک بالجہر کی۔ مراقبہ سے فارغ ہوئے فرمایا اس امر کی خواہش صاحب قبر نے کی تھی اور فرمایا۔ جہانگیر کہتے ہیں کہ میں نے صدیوں سے تلاوت قران نہین سنی۔ میری قبر پر زائرین کا تانتا تو بندھا رہتا ہے۔ مگر تلاوت قرآن کی کوئی سعادت حاصل نہیں کرتا۔ اگر کوئی ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ رسماً۔

ایک مرتبہ حضورؒ جھنگ تشریف لے گئے۔ وہاں ہیر کی قبر پر مراقب ہوئے تو اس نے کہا۔ آپ جمعرات کو تشریف لاتے تو میں آپ کو چوری کھلاتی۔ حضورؒ نے پوچھا جمعرات کی کیا تخصیص ہے؟ اس ے کہا اس دن ناکام محبت میری قبر پر چوری چڑھا کر منت مانگتے ہیں۔ حضورؒ نے یہ بھی پوچھا کہ تمھاری اور رانجھے کی محبت کا افسانہ جو زبان زد عام ہے۔ اس میں کہاں تک صداقت ہے؟ اس نے کہا۔ اس میں صداقت کا ایک پہلو تو ہے۔ مگر اصل عاشق تو میں اپنے پیر (۳۸) کی تھی۔

ایک مرتبہ آصف جاہ (ملکہ نورجہاں کے بھائی) کی قبر پر مراقب ہوئے تو لمحہ بھر میں اٹھ گئے اور فرمایا۔ "یہ تو شیعہ ہے۔ اس کا حال نہ پوچھو تو بہتر ہے۔"

ایک مرتبہ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار پر مراقب ہوئے تو فرمایا۔ "میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت تو نہیں کی مگر خواجہ موصوف اتنے حسین و جمیل ہیں کہ انہیں بجاطور پر یوسف ثانی کہا جاسکتا ہے"۔

عام حالات اور عادات

ہماری حضرت جسن باطنی کے ساتھ حسن ظاہری سے بھی آراستہ تھے۔ آپ بے حد وجیہہ و شکیل تھے۔ دراز قد، متناسب اعضاء، سرخی مائل ، گندمی رنگت، کشادہ پیشانی، فراخ سینہ، سڈول جسم، نورانی چہرہ، گھنی داڑھی، اور متبسم بشرہ۔ الغرض مردانہ حسن وخوبی کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ عموماً سفید کرتہ اور نیلا تہ بند زیب تن فرماتے۔ مسواک، عصااور تسبیح ہمیشہ ساتھ رکھتے۔ جو کوئی بھی آپ کو ایک بار دیکھ لیتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی اور محبت سے پیش آتے اور نہایت توجہ سے مزاج پرسی فرماتے۔ مروت اور التفات کا یہ عالم تھا کہ آپ کی محفل میں ہر شخص کو یہی یقین ہوتا کہ حضور سب سے زیادہ مجھ ہی پر نظر کرم رکھتے ہیں۔ آپ اخلاق نبوی ؐ کا زندہ نمونہ تھے۔ آپ کی صحبت میں خدایاد آتا۔ دنیا کی طرف سے بے توجہی اور سرد مہری پیدا ہوتی۔ آپ کی محفل میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ذکر الٰہی کے سوا اور کوئی بات نہ ہوتی۔ حق بات کے اظہار میں آپ کسی کی رورعایت نہ کرتے برملا منہ پر کہہ دیتے۔

رڑکی مغلاں کے نمبر دار نے آپ کی دعوت کرنا چاہی۔ مگر آپ نے قبول نہ کی۔ کیوں کہ وہ سود خور تھا۔ جب سود خوری سے تائب ہوا تب اس کی دعوت قبول کی۔ حضورؒ کو سادگی بہت پسند تھی۔ خود بھی سادہ رہتے دوسروں کو بھی سادہ رہنے کی تلقین فرماتے۔ آپ پھلوں کے سوا بازار کی کوئی چیز تناول نہ فرماتے۔ نہ ہی ایسی کوئی چیز کھاتے جس میں بازار کا گھی ہوتا۔ جب تک احتیاط اور پاکی کے متعلق تسلّی نہ ہو جاتی کسی کی دعوت قبول نہ فرماتے جہاں کوئی بٹھاتا وہیں بیٹھ جاتے۔ بعض

اوقات لوگ جاؤ بیجا سوال کرتے مگر آپ مطلق ملول نہ ہوتے۔ ہر شخص کو اس کی سمجھ کے مطابق جواب دیتے۔ کوئی کتنا ہی کام بگاڑ دیتا آپ خفگی کا کبھی اظہار نہ کرتے۔

کوئی بیعت ہونے کے لیے آتا تو اس کی وضع قطع پر نظر ڈالتے۔ اگر کوئی خلاف شریعت ہوتا تو اس کی اصلاح فرماتے اور آیندہ کے لیے پابندی شریعت کا حکم فرماتے۔ آپ داڑھی رکھنے اور بڑھانے پر زور دیتے۔ تمباکو نوشی کی ممانعت فرماتے اور اس کے ترک پر تکلف کے ساتھ اصرار فرماتے۔ سنت نبوی کے مطابق ہر کام میں رفیقوں سے مشورہ فرماتے۔ خواتین کو پس پردہ یا برقعہ میں بیعت فرماتے اور اسی طرح توجہ دیتے اور ذکر کی تلقین فرماتے۔ حضورؒ کی عادت تھی کہ دنیا کی کوئی شے خود طلب نہ کرتے۔ البتہ جو شے بلا طلب مل جاتی اس کو انعام الٰہی سمجھ کر قبول فرما لیتے۔

حضورؒ اکثر اوقات اپنے خادموں کو مسائل دینیہ سکھاتے اور وضو، نماز اور تیمّم کے طریقے بتاتے۔ حضورؒ کی ہر بات حکمت سے پُر اور حقائق و معارف سے لبریز ہوتی۔ حدیث مبارکہ اور قرآن حکیم کے وہ نکات و رموز بیان فرماتے اہل ظواہر کا اور اک جن سے عاجز ہوتا۔ بڑے بڑے دقیق اور پیچیدہ مسائل آپ اس سادگی اور عمدگی سے حل فرما دیتے کہ عقل دنگ رہ جاتی۔

رعب و جلال کا یہ عالم تھا کہ آپ کی محفل میں کسی کو یارائے دم زدن نہ ہوتا اور کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ وہ آپ کے روئے مبارک پر نظر جما سکے۔ اگرچہ آپ کی زبان(۷) بیش تر لوگ نہیں سمجھتے تھے پھر بھی اس میں ایسی شیرینی اور حلاوت ہوتی کہ دلوں کو موہ لیتی۔ حضورؒ کے حافظے اور یادداشت کا یہ عالم تھا کہ جسے ایک بار دیکھ لیا پھر اس کی صورت ہمیشہ یاد رہی۔ آپ فرماتے کہ اگر دنیا ہی میں اپنے ساتھیوں کو بھول گیا تو قیامت کے دن انھیں کیوں کر پہچانوں گا۔

سفر و حضر دونوں حالتوں میں سالکوں کی تربیت کا خیال رکھتے اور قرآن پاک کی تلاوت پابندی کے ساتھ کرتے۔ خواجگان سلسلہ خصوصاً حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے ختمات آپ باقاعدگی سے نماز ظہر کے بعد پڑھتے موسم گرما میں دوپہر کے کھانے کے بعد آپ قیلولہ فرماتے اور نماز ظہر میں عجلت نہ فرماتے۔ تبلیغی سفر پر ہوتے تو عموماً ہر نماز کے بعد اور خصوصاً نماز مغرب کے بعد حلقۂ ذکر میں سالکوں پر توجہ فرماتے۔ قیام جالندھر اور قیام لاہور کے دوران باید و شاید ہی کوئی ایسا دن گزرا ہو

جس دن نماز مغرب کے بعد حلقۂ ذکر نہ ہوا ہو۔ تہجد اور اشراق کی خصوصیت کے ساتھ پابندی فرماتے۔ نماز عشاء کے بعد بلاناغہ سالکوں کے سلوک کی تکمیل کے لیے دعائیں فرماتے اور مرحوم مریدین کی ارواح کو ایصال ثواب کرتے۔

خلافت ملی تو سخت تنگی اور افلاس میں مبتلا ہو گئے۔ مگر کبھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا۔ نہ اس امر کا کسی سے اشارۃً یا کنایۃً کبھی ذکر کیا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کشائش کے آثار پیدا ہوئے اور فتوحات کے خزانے کھل گئے۔ پھر وہ وقت آیا کہ دل میں جس چیز کا خیال گزرتا اس کا اظہار بھی نہ ہو تا کہ وہ چیز میسّر آجاتی۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرمایا کرتے تھے کہ پیروئ سنت نبوی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ قدر کاملہ ہر معاملہ میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔

آپ اپنے انداز نگارش سے مکتوب الیہ کا من موہ لیتے۔ مولف لاشے کے حالِ زار پر بے حد نظر کرم فرماتے۔ ایک مکتوب میں اس طرح اظہار محبت فرمایا۔

"میں جتنی محبت آپ سے رکھتا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ سے اتنی محبت رکھتا تو ولی بن جاتا۔ ہو تو آپ مرید مگر محبت کا کچھ پتا نہیں چلتا"۔

ایک اور مکتوب(۸) میں اس طرح رقمطراز ہیں۔

"جناب حضرت خواجہ خلیفہ محمد امجد صاحب۔ نیاز بے انداز کے بعد اسلام علیکم جناب کا نوازش نامہ موصول ہوا پڑھ کر دل کو خوشی ہوئی۔ میں عید کے چاند کی طرح آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ مجھے آپ کا اتنا انتظار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یعنی بیان سے باہر ہے۔ میں آپ کے واسطے لاہور ٹھہرا ہوا ہوں۔ اور گھر جانے کا ارادہ نہیں ہے۔ صرف آپ کا انتظار ہے۔ آپ آئیں تو گھر کا رخ کروں"۔

اللہ اکبر! ماحولہ بالا مکتوبات کی تحریریں اس لطف صمیم اور بے پایاں محبت کی مظہر ہیں۔ جو اس عاجز کے لیے آپ کے قلب مبارک میں موجود تھی۔ ؎

من کسیم کہ با تو دم دوستی زنم
چندیں سگان تو یک کمتریں منم

پیروئ سنّتؐ

حضورؒ کو پیروئ سنت بے حد عزیز تھی۔ قول، فعل، حرکات و سکنات اور ہر ادا میں سنت نبوی کو ملحوظ خاطر رکھتے اور اس کی اتباع کی تلقین فرماتے۔ آپ فرماتے کہ ہر خلاف سنّت فعل مردود ہے۔

ایک مرتبہ قیام جالندھر کے دوران (آباد پورہ میں) آپ شیخ عبدالمجید کے یہاں سخت علیل ہوگئے۔ اسہال اور پیچش نے آپ کی صحت کو بری طرح متاثر کیا۔ ضعف اور کمزوری کے باعث آپ کی یہ حالت ہوگئی کہ زندگی کی امید تک منقطع ہوگئی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ آپ نے وصیت لکھوا کر قبر کی جگہ تک تجویز فرمادی۔ لیکن اس حالت میں بھی کیا مجال جو ایک نماز بھی ترک ہوئی ہو اور معمولات میں کوئی فرق آیا ہو۔ ہر نماز تازہ وضو کے ساتھ باجماعت پڑھتے۔ آنے جانے والوں کے ساتھ حسب معمول خلق و مروّت سے پیش آتے اور پند و نصائح کے دریا بہاتے۔

موئف کے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد افضل بیگؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؒ کے ایما پر داڑھی رکھی تو گھربار، خویش و اقارب اور دوستوں نے خوب مذاق اڑایا اور طرح طرح کے آوازے کسے۔ حضورؒ سے یہ ماجرا عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔ "تم نے داڑھی رکھی ہے یہ کوئی برا کام ہے؟" عرض کی نہیں۔ "فرمایا تو پھر لوگوں کے مذاق کا خیال کر کے ایک اچھی بات کیوں ترک کی جائے نیز فرمایا داڑھی سنت مؤکدہ ہے اس پر عمل ہر مسلمان پر واجب ہے اور فرمایا داڑھی کا رواج کم ہو چکا ہے اور یہ سنّت مردہ ہو رہی ہے۔ جو کوئی کسی مردہ سنّتؐ کو زندہ کرتا ہے۔ اسے ستّر شہیدوں کا ثواب ملتا ہے"۔ اس وقت فرطِ جوش میں حضورؒ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا۔ "اگر

یقین نہ ہو تو لاؤ تحریر لکھے دیتا ہوں"۔

حضورؒ کو گھٹنوں میں وجع المفاصل(۹) کی زحمت تھی۔ آپ نماز میں رکوع کے بعد سجدے میں جاتے تو ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کی بجائے زمین پر ٹیک دیتے۔ آپ کو اس طرح نماز پڑھتا دیکھ کر برادر بزرگ محمد افضل بیگؒ نے اسی طرح نماز پڑھنا شروع کر دی۔ ایک مرتبہ انھیں اس طرح نماز پڑھتا دیکھ کر حضورؒ نے دریافت فرمایا۔ "تم اس طرح کیوں نماز پڑھتے ہو؟" انھوں نے عرض کی اس لیے کہ اتباعِ شیخ مرید کے لیے ضروری ہے۔ فرمانے لگے "اتباع و اطاعت شریعت کے کاموں میں ہوتی ہے نہ کہ خلاف شریعت کاموں میں۔ میں تو معذوری کے باعث ایسا کرتا ہوں۔ تم پر کوئی عذر شرعی نہیں ہے"۔ اس کے بعد آپ نے تمام حاضرین کو تلقین فرمائی کہ "وہ کسی کی خلاف شریعت امور میں تقلید نہ کیا کریں خواہ وہ پیر ہی کیوں نہ ہو"۔ غور فرمایا اَنَّمَا الطَّاعَۃَ فِی الْمَعْرُوْف۔

اتباعِ سنتؐ پر زور دیتے ہوئے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی ہوا میں اڑ رہا ہو۔ زمین کا ذرہ ذرہ اور درختوں کا پتا پتا اسے یا ولی یا ولی کہہ کر پکار رہا ہو۔ جب وہ شخص زمین پر اترے تو اسے دیکھو اگر اس کی مونچھیں سنت نبویؐ کے مطابق نہیں ہیں تو اسے چیل کوّوں کی طرح اڑنے والا ایک جانور سمجھو کیوں کہ یہ شخص طریقت سے قطعاً بہرہ مند نہیں ہے۔

خلاف پیّمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ایک مرتبہ مؤلف کے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد افضلؒ پر ایسی حالت طاری ہو گئی کہ دل دنیا سے سرد اور بیزار ہو گیا۔ اسی حالت میں مطیع پور شریف پہنچ کر حضرت سے عرض کی کہ ترک دنیا کو جی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "یہ منزل مبارک ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ انسان اپنے وجود سے بھی بھاگتا ہے۔ مگر کمال بندگی یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر خدا کو نہ بھولا جائے۔ تم پر والدین کے حقوق بھی ہیں۔ ان کو ادا کرو اور "دل بیار دست بکار پر" عمل کرو۔ مزید فرمایا لَا رھبانِیۃُ فَی اَلاِسُلَامِ۔

بیعت سے قبل حضرت خواجہ محمد افضل بیگؒ بی اے کے متعلم تھے۔ ایک دن آپ نے حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ "کہ حضرت! کامیابی کے لیے دعا فرمائیں؟" حضور نے پوچھا۔ "اگر کامیاب نہ ہوئے تو کیا بنے گا؟" آپ نے عرض کی۔ "ایک سال ضائع ہو جائے گا"۔ حضورؒ نے پھر استفسار فرمایا "کیا پھر امتحان نہ دے سکو گے؟" آپ نے عرض کی۔ "دے سکوں گا"۔ پھر حضورؒ اس طرح گویا ہوئے۔ "اس تعلیمی کامیابی کی تمھیں کس قدر فکر دامن گیر ہے جس میں کامیاب ہو کر تم ایک معمولی سی ملازمت اختیار کر سکو گے۔ وہ بھی یقینی نہیں ہے۔ لیکن افسوس کا تمھیں اس امتحان کی کچھ فکر نہیں۔ جس کا نتیجہ ہمیشہ کی کامیابی اور فلاح ہے۔ اگر اس میں فیل ہو گئے تو پھر کہیں کے نہیں رہو گے اور نہ ہی دوبارہ امتحان دے سکو گے"۔ حضور کے یہ کلمات سن کر حاضرین محفل سکتے میں آ گئے۔

حضرت خلیفہ شاہ محمد صاحب اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور کی معیت میں مجھے راہوں (ضلع جالندھر کا ایک قصبہ) جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ہمارے میزبان مرزا محمد حسین بیگ(۱۰) تھے۔ اس قصبہ کے ایک راجپوت سردار نے حضورؒ کو اپنے ہاں مدعو کرنا چاہا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور وہ مونچھوں کو تاؤ دیتا رہتا۔ حضورؒ نے فرمایا مونچھیں کٹواؤ گے تو دعوت قبول کروں گا۔ حضورؒ کے اس کے گھر پہنچے تو اس کے چہرے پر بدستور مونچھیں موجود تھیں۔ خادم نے کھانا لگایا۔ مگر آپ نے التفات نہ کی۔ ہاتھ روکے رکھا۔ راجپوت سردار معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا۔ بالآخر اس نے اپنا چہرہ حضورؒ کے سپرد کر دیا۔ حضورؒ نے مجھے حکم دیا۔ میں نے جیب سے قینچی نکال کر اس کی مونچھیں کاٹ دیں۔

خلیفہ صاحب موصوف مزید تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضورؒ کی معیت میں فیروز پور چھاؤنی (مشرقی پنجاب) گیا۔ وہاں ہمارا قیام پولیس لائن کے ایک لانگری صوفی اسماعیل شاہ کے ہاں تھا۔ صوفی اسماعیل شاہ حضورؒ کا متقی اور پرہیزگار مرید تھا۔ دو تین دن یہاں ٹھرے۔ اس کے بعد موضع سیتے والا (فیروز اور چھاؤنی سے تین چار کوس کی مسافت پر واقع ہے) لے گیا۔ یہاں دو دن قیام کیا۔ کئی لوگ بیعت ہوئے۔ ایسے بھی کئی لوگ بیعت ہوئے حضورؒ کے حکم سے جن کی لمبی لمبی اور موٹی موٹی مونچھیں میں نے اپنے ہاتھ سے کاٹیں۔ ایک شخص کا ہونٹ مجھ سے کٹ گیا۔ مگر

اس نے اف تک نہ کی۔

اس مکتوب میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؒ ماہونوال (تحصیل نکودر ضلع جالندھر) میں میرے یہاں مقیم تھے۔ ایک شخص جو ذات کا مغل تھا۔ اپنی بڑی بڑی مونچھوں کے ساتھ حضورؒ سے ملاقی ہوا۔ حضورؒ نے اسے سمجھایا کہ اس قسم کی مونچھیں خلاف سنّت ہیں۔ اسے کٹوا دو۔ حضورؒ کی تلقین سے متاثر ہو کر اس نے اپنی مونچھیں کٹوا دیں۔ اس شخص کی مونچھیں میں نے اپنے ہاتھ سے کاٹیں تو وہ بڑا خوش ہوا۔

اسی مکتوب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رڑکی مغلاں (تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور) کے تبلیغی دورے میں حضورؒ کا شریک سفر تھا۔ بس نے ہمیں جاڈلہ کے اڈّے پر اتارا۔ جاڈلہ سے رڑکی مغلاں تک تین چار میل کا فاصلہ ہم نے پاپیادہ طے کیا۔ راستے میں محمد حسین مرزئی اپنے کھیتوں میں ہل چلا رہا تھا۔ اس کا تہ بند گھٹنوں سے اوپر تھا۔ حضور نے اسے سلام نہ کیا جب حضور کے ہاتھ پر تائب ہوا تو حضورؒ نے اسے بتایا۔ میں نے اس وقت تمھیں اس لیے سلام نہیں کیا تھا۔ کیوں کہ تمھارے گھٹنے ننگے تھے۔

فرمایا کہ لوگ ہمارے پاس دنیاوی اغراض لے کر آتے ہیں۔ اگر کوئی محض اللہ کے لیے اللہ اللہ پوچھنے آئے تو ولی بن کر جائے۔ اور فرمایا بعض لوگ دو چار دن اللہ اللہ کر کے حوصلہ ہار جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہمیں اس کا کوئی اثر معلوم نہیں ہوا۔ افسوس کہ یہ لوگ دنیا کے علوم وفنون کے لیے تو برسوں محنت شاقہ کرتے ہیں۔ مگر معرفت الٰہی کے معاملے میں بڑی جلد بازی سے کام لیتے ہیں۔ حالاں کہ یہ بڑا مشکل کام ہے فرمایا۔ جملہ زبانی وظائف واذکار بند ہو جائیں گے۔ مگر جب وہی زندہ ہو گیا تو پھر زندہ ہی رہے گا۔ واقعی ذکر قلبی بڑی عمدہ نعمت ہے۔ جو اس سے لذّت یاب ہوتا ہے وہی اس کی قدر جانتا ہے۔ ؎

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شُد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِہِمْ

(جو لوگ اٹھتے بیٹھتے کروٹ لیتے اللہ کا ذکر کرتے ہیں)

نیز فرمایا۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم فلاح پاؤ)

نیز فرمایا۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۝

(ان کو تجارت اور بیع اللہ کے ذکر سے باز نہیں رکھتی)

ان آیات میں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے۔ کیوں کہ زبانی ذکر موقوف ہو جاتا ہے اور ذکرِ قلبی کبھی موقوف نہیں ہوتا۔

تاثیر توجّہ

حضورؒ کی توجہ میں بلا کی کشش تھی۔ ایک بار جس پر نگاہ پڑ جاتی وہ بے قابو ہو جاتا۔ حضورؒ کے حلقہ ہائے ذکر میں جذبہ و مستی کا یہ عالم ہوتا کہ ذاکرین آپ کی نظر فیض اثر سے گھائل ہو کر ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے نظر آتے اور کئی عالم مستی میں اللہ اللہ اور حق حق کے نعرے بلند کرتے اور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی۔ جہاں حلقۂ ذکر منعقد ہوتا وہاں اچھا خاصا تماشے کا سماں پیدا ہو جاتا۔ بسا اوقات وہ لوگ بھی جاذب ہو جاتے جو حلقہ میں شامل نہ ہوتے۔ جالندھر میں درگاہ حضرت امام ناصر الدینؒ اور لاہور میں بارگاہ حضرت داتا گنج بخشؒ میں اکثر نماز مغرب کے بعد حلقۂ ذکر ہوتے اور ہزاروں لوگ یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔

حضورؒ کی نظر کیمیا اثر اور توجّہ کے فیض سے کئی راندۂ درگاہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوئے۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ امام ناصر الدینؒ کی درگاہ میں نماز مغرب کے بعد حلقۂ ذکر کے دوران ایک ہندو رئیس لالہ چھجّو رام کے لڑکے کو جذبہ ہوا تو وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ حضورؒ نے اس کا نام فضلِ حق رکھا۔ فضل حق محکمۂ زراعت میں ملازم تھا۔ وہ صوفیانہ مزاج و ہیئت کے ساتھ اس جہان ناپائیدار سے رخصت ہو چکا ہے۔

ایک مرتبہ حضورؒ حلقہ فرما رہے تھی نگاہ ایک سکھ پر آپ کی نظر پڑ گئی۔ یہ سکھ جو حلقے میں شامل نہ تھا بے خود و وارفتہ ہو کر زمین پر گرا اور تڑپنے لگا۔

ایک مرتبہ جالندھر کے مشہور تاجر بابو مہر علی کے چھوٹے لڑکے نے آپ کی نقل

اتاری۔ تسبیح (۱) کی جگہ ایک تختی پر پنسل کی ضرب سے ٹھک ٹھک کر کے دوسرے بچوں کو توجہ دینے لگا تو خود بے ہوش ہو گیا اور مسلسل ایک دن بے ہوش رہا۔ جب آپ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو فرمایا۔ "یہ میرے فیض کا مقام تھا۔ چوں کہ بچے کا ظرف چھوٹا تھا۔ اس لیے وہ اسے برداشت نہ کر سکا"۔

خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد آپ پہلے پہل تنِ تنہا تبلیغی سفروں پر روانہ ہوتے۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپ نے ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) کا رخ کیا۔ وہاں کوئی آشنا اور شناسا نہ تھا۔ آپ ایک مسجد میں ٹھہرے۔ نماز مغرب کے بعد جب ذکر کے فضائل نمازیوں کے گوش گذار کیے تو انھوں نے ذکر الٰہی سے فیض یاب ہونے کی خواہش کی۔ چناں چہ حلقۂ ذکر ترتیب دیا گیا۔ بہتوں کو جذبے ہوئے۔ ایک شخص کو ایسا جذبہ ہوا کہ اسے تن من کی سدھ بدھ نہ رہی۔ حضرت جالندھر واپس لوٹ آئے اور کچھ عرصے کے بعد مراجعت فرمائے مطیع پور شریف ہو گئے۔ شخص مذکورہ آپ کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ اس نے متحدہ پنجاب کا کم و بیش تین چوتھائی حصہ چھان مارا مگر آپ کا کہیں پتا نہ ملا۔ آخر شہر گجرات میں اس کی ایک ایسے نیک بندے سے ملاقات ہو گئی۔ جو حضرت غریب نوازؒ کے کمالات باطنی کا معترف تھا۔ اس بندۂ خدا نے اس کے اضطراب ظاہری پر ترس کھایا اور اسے اپنی معیت میں مسکین پور شریف لے آیا۔ یہاں حضرت غریب نوازؒ کو دیکھ کر بے ساختہ ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ "یہ میرا پیر نہیں ہے"۔ حضرت غریب نوازؒ نے سر جھکا کر اٹھایا اور فرمایا۔ "تھوڑی دیر کے بعد تیرا پیر یہاں پہنچ جائے گا"۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمارے حضرتؒ بھی وہاں پہنچ گئے تو شخص مذکور انھیں دیکھ کر یوں پکارا۔ "ہاں یہ میرے پیر ہیں؟" اور ان کے قدموں میں جا گرا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا۔ "حافظ جی کا طالب بڑا سخت ہے"۔

ایک مرتبہ پون پورہ تحصیل نکودر کا ایک لاری ڈرائیور مسمی غلام حسین حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک ہی تسظر سے مجذوب ہو گیا۔ ڈرائیور مذکورہ نے اپنے کپڑے پھاڑ دیے اور جنگل کو نکل گیا۔ چار سال تک متواتر اس پر مجذوبیت طاری رہی۔ پایان کار حضورؒ نے توجۂ سلبی سے اس کی حالت درست کی۔ دوسرے سال حضرتؒ جالندھر تشریف لائے تو ناگاہ حضرت خلیفہ شاہ محمد صاحب(۲) کی ڈرائیور مذکورہ سے ملاقات ہو گئی۔ خلیفہ صاحب نے اس سے کہا۔ "تمھارے

پیر آئے ہوئے ہیں چلو تمھیں ان سے ملا لاؤں"۔ اس نے اپنے کان پکڑ لیے اور کہا۔ "اب میں جانے کا نہیں ایک مرتبہ ان کی خدمت میں ہو گیا تھا تو چار سال کے لیے کام کاج اور بیوی بچوں کو چھوڑنا پڑا تھا"۔

ایک مرتبہ برادر بزرگ حضرت محمد افضل بیگ (۳) قیام لاہور (۴) کے دوران ایک مشاعرے میں شرکت کی غرض سے جالندھر (۵) تشریف لے گئے۔ وہاں محمد ممتاز پرویز شامی صاحب (۶) سے ملاقات ہوئی تو وہ انھیں اپنے ہمراہ حضورؒ کی خدمت میں لے گئے۔ حضورؒ کی تلقین و توجہ اور ان کی مسحور کن شخصیت سے آپ اس درجہ متاثر ہوئے کہ ان کی حلقہ بگوشی قبول کرنے میں آپ نے مطلق تامّل نہ کیا۔ پان سگریٹ اور انگریزی پیرہن کو ترک کر کے درویشانہ وضع قطع بنا لی۔ نیلے کرتے کے ساتھ تہ بند باندھنے لگے۔ پابندیٔ اتباعِ رسولؐ اور ذکرِ الٰہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔ اس شرعی ہیئت کے ساتھ جب آپ لاہور واپس لوٹے تو کشمیری بلڈنگ کے ناظم الامور خلیفہ (۷) بدھن شاہ صاحب آپ کو دیکھ کر سخت متعجب ہوئے۔ وہ ایک خوش خور، خوش پوش، خوش مزاج اور خوش مذاق نوجوان کے فکر و عمل کی اس اچانک تبدیلی پر ہنسے بھی۔ انھوں نے کہا "محمد افضل! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں اور یہ کیوں کر ممکن ہوا؟" انھوں نے کہا۔ "جالندھر میں ایک خدا رسیدہ بزرگ سے ملا تھا۔ یہ اسی کا فیضان نظر ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھ پر کرم فرمایا"۔ یہ جواب پا کر خلیفہ محمد شاہ صاحب نے کہا۔ "دیکھنا! آپ کے حضرت اگر کبھی لاہور آئیں تو مجھے ضرور ملوانا"۔

بات آئی گئی ہو گئی۔ اگلے سال جب حضورؒ تبلیغی دورے پر جالندھر تشریف لائے تو برادر بزرگ نے انہیں لاہور مدعو کیا۔ آپ لاہور تشریف لائے (یہ لاہور میں ان کی پہلی تشریف آوری تھی۔ اس کے بعد پھر لاہور میں آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو گیا)۔ ان کی آمد سے خلیفہ محمدؒ شاہ صاحب کو مطلع کیا گیا۔ حضورؒ مسجد (۸) میں برادر بزرگ کے ساتھ مصروف گفتگو تھے کہ خلیفہ محمد شاہ صاحب بھی وہاں پہنچ گئے اور حضور کے سامنے اکڑ کے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے۔ حضورؒ نے پوچھا "کیا نام ہے؟"۔ کہا "محمد شاہ"۔ حضورؒ نے فرمایا "محمد شاہ اب بچ کر کہاں جاؤ گے؟"۔ وہ مسکرائے۔ ان کی مسکراہٹ میں طنز کا پہلو بھی تھا۔ نمازِ مغرب کے بعد حلقۂ ذکر ہوا۔ حضورؒ نے انہیں توجہ

دی۔ توجہ کے اثر سے خلیفہ محمد شاہ صاحب جاذب ہو کر مسجد کے صحن میں لوٹنے لگے۔ حلقہ کے بعد جب ہوش میں آئے تو حضورؒ کے قدم پکڑ کر تائب ہوئے اور اعلیٰ مقامات پر حضورؒ نے آپ کو خلافت کی ذمہ داری بھی سونپی۔ آپ کے عزیز و اقارب اور جان پہچان والوں کی کثیر تعداد آپ سے بیعت ہوئی۔

محمد طفیل صاحب(۱۹) ناصری رقم طراز ہیں کہ احقر ۱۹۴۵ء میں سلسلۂ ملازمت لدھیانہ (مشرقی پنجاب) میں مقیم تھا۔ دفتر میں گوربخش سنگھ نامی ایک شخص مجھ سے مانوس تھا۔ اس انسیت کی وجہ یہ تھی کہ وہ مجھ سے اللہ والوں کی باتیں سنا کرتا۔ رفتہ رفتہ اللہ والوں کی باتیں سننے کا شوق بڑھ گیا اور ان باتوں سے روحانی حظ محسوس کرنے لگا۔ احقر نے حضورؒ کے حالات بتائے تو وہ ان کی زیارت کا خواہش مند ہوا۔ انہی ایام میں حضورؒ جالندھر تشریف لے آئے تو میں نے اسے مطلع کیا۔ وہ بڑی نیاز مندی کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اور توجہ کی درخواست کی۔ حضورؒ نے اسے حلقۂ ذکر میں بیٹھا کر اللہ اللہ کرنے کا طریقہ بتایا اور توجہ فرمائی وہ مرغِ بسمل کی طرح تڑپا۔ لدھیانہ واپس پہنچ کر اس نے بتایا کہ حضورؒ کی توجہ اس قدر جادو اثر تھی کہ تن من کا ہوش نہ رہا۔ جذب و مستی کی وہ کیفیت تھی جس کا اظہار زبان سے قاصر ہے۔

ابتداء میں حضرت امام ناصر الدینؒ کے مزار پر مراقب ہوئے تو انھوں نے فرمایا "میرے متولیوں کو توجہ دیجیے کہ ان کی اصلاح ہو۔ یہ میرے مزار کی آمدنی کھاتے ہیں۔ مگر ایک بھوکے کتے کو روٹی کا ٹکڑا ڈالنے کے روادار نہیں۔ بے ادب اس قدر ہیں کہ حقہ پی کر مزار کے اندر جاتے ہیں۔ ان کے اخلاق سدھاریے"۔ حضورؒ نے عرض کی۔ "میں کس طرح ان کے اخلاق سدھاروں؟" آپ نے فرمایا۔ "ان کو توجہ دیجیے۔ اخلاق سدھر جائیں گے"۔ حضورؒ کی برکت توجہ سے متولیوں کے اخلاق سدھر گئے اور وہ تمام اپنے بال بچوں سمیت حضورؒ کے حلقۂ بیعت میں شامل ہو گئے۔ اب ان کے احوال قابل رشک ہیں۔ ان میں حضرت خلیفہ محمد اسلم قریشی درجہ کمال کو پہنچ کر دستار خلافت باندھ چکے ہیں اور بیسیوں اب ہمہ صفت موصوف ہیں۔

حضورؒ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ مولوی محمد(۲۰) ابراہیم کے خواہش پر عشاء کے بعد ہم

دونوں ایک دوسرے کے بالمقابل مسجد(۲۱) میں مراقب ہوئے۔ نصف شب کے قریب وہ اٹھ کر گھر چلے گئے تو میں اکیلا رہ گیا۔ اسی اثناء اللہ تبارک تعالیٰ کی جانب سے القاء ہوا۔ ''حافظ جی توجہ دو''۔ میں نے عرض کی ''یاالٰہی! میں کس کو توجہ دوں۔ مولوی محمد ابراہیم تھے وہ بھی اٹھ کر چلے گئے''۔ پھر ارشاد ہوا۔ ''میں ملائکہ بھیجتا ہوں''۔ اس کے ساتھ ہی دو فرشتے میرے سامنے آ کر بیٹھ گئے۔ میں نے ان کو توجہ دی۔ دوران توجہ ان کے پر مرے بازوؤں کو چھوتے رہے۔

قیام پٹھان کوٹ

پٹھان کوٹ (مشرقی پنجاب) بھی حضورؒ کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ یہاں کے قیام کی روداد جو برادرم محمد طفیل ناصری نے تحریری بیان کی ہے۔ وہ کچھ اس طرح ہے۔

۳۸۔۱۹۳۷ء کے دوران حضورؒ نے دو ماہ تک برادر معظم خلیفہ محمد اسلم صاحب(۴۲) کے یہاں قیام کیا۔ چوں کہ پٹھان کوٹ میں یہ آپ کا طویل ترین قیام تھا۔ اس لیے یہاں کی تبلیغی سرگرمیوں اور ان کے فیوض و برکات کا ذکر ذرا تفصیل سے کیا جاتا ہے۔ احقر بھی اس عرصہ میں برادر معظم کے پاس مقیم تھا۔ اس لئے ہمہ وقت حضورؒ کی صحبت سے فیضیاب حاصل ہونے کا شرف حاصل رہا ان ایام میں حضورؒ کی صحبت میں رہ کر جو حالات وواردات مشاہدہ ہوئے۔ قلم انھیں بیان کرنے سے عاجز ہے۔ حضورؒ بڑا مشفقانہ سلوک فرماتے۔ حلقہ کے بعد از راہِ محبت میرے گلے میں تسبیح ڈال دیتے۔ جہاں بھی جاتے مجھے اپنے ساتھ رکھتے اور از راہِ نوازش میری آسائش کا خیال فرماتے۔ جس سے مجھے بڑی ندامت ہوتی۔

چند ہی دنوں میں پٹھان کوٹ اور اس کے گرد و نواح میں آپ کی دھوم مچ گئی۔ طالبان حق اطراف و اکناف سے جوق در جوق اکتساب فیض کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ بہت سے مخالف ذہنوں میں خیالات فاسدہ لے کر آپ کے پاس آتے۔ آپ کی توجہ سے ان کی کایا پلٹ جاتی اور وہ تائب ہو کر راہِ راست پر آجاتے۔

ذکر کے حلقوں میں جذب و مستی کے عجیب عجیب سماں دیکھنے میں آتے۔ حضورؒ پر بسا

اوقات استغراق کی کیفیت طاری رہتی اور نزول ارواح کے بے شمار واقعات پیش آتے۔ حاضرین پر بھی وجدان و استغراق کی کیفیت غالب رہتی۔ احقر نے حضورؒ کے طفیل قرب کی وجہ سے وہ وہ کیفیات مشاہدہ کیں جن سے آج کی روحانی محفلیں اور صحبتیں عاری ہیں۔

ان ایام میں حضورؒ سے بے شمار خوارق عادت صادر ہوئے۔ ان میں سے چند ایک قلمبند کرتا ہوں۔

برادر معظم خلیفہ محمد اسلم قریشی صاحب کے ایک دوست چوہدری محمد رفیع صاحب ہمارے پڑوسی تھے۔ ان کی کوٹھی کے آگے ایک وسیع اور پر فضا صحن تھا۔ حضورؒ دن کا بیش تر حصہ یہیں گزارتے۔ رات کو بھی یہیں قیام فرماتے۔ چوہدری صاحب موصوف حضرت میراں بھیک صاحبؒ کے سلسلے سے وابستہ تھے۔ شروع شروع میں وہ حضورؒ کے حلقوں میں بیٹھنے سے ہچکچاتے۔

بایں ہمہ اُن کی بڑی تعظیم کرتے۔ رفتہ رفتہ ان کی ہچکچاہٹ رفع ہو گئی اور وہ حضورؒ کے فیض صحبت سے ذکر کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ حلقے میں بیٹھتے تو جذبے کی حالت طاری ہو جاتی۔ ان کی بیوی بھی حضور کی توجہ سے جاذبہ ہو گئی۔ چوہدری صاحب موصوف ابھی تک اولاد نرینہ سے محروم تھے۔ آپ نے ازروئے مکاشفہ چوہدری صاحب کو بتایا کہ تمھاری حاملہ بیوی کے بطن میں لڑکا موجود ہے۔ آپ نے لڑکے کا نام بھی تجویز فرمایا۔

قاضی عبدالحق صاحب ایم اے ایک مقامی ہائی سکول میں سیکنڈ ماسٹر تھے۔ آپ علوم ظاہری کے ماہر و فاضل تھے۔ مگر عقائد غیر مقلدانہ رکھتے تھے اور اولیاء کرامؒ کے تصرفات کے قائل نہ تھے۔ حضورؒ کی صحبت اور توجہ سے تمام عقائد درست ہو گئے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی حضورؒ سے بیعت ہوئی اور دونوں صاحب حال ہوئے۔

ایک دن حضورؒ داتا میراں شاہ کے مزار پر مراقب ہوئے۔ برادر معظم حضرت خلیفہ محمد اسلم صاحب، قاضی عبدالحق صاحب، احقر اور دو ایک صوفی بھی ساتھ تھے۔ مراقبے کے دوران برادر معظم اور قاضی صاحب کو بھی کشف القبور ہوا۔ مراقبے کے بعد حضورؒ نے برادر معظم سے صاحب قبر کے حالات دریافت فرمائے۔ آپ نے کہا۔ مجھے ایک بزرگ سبز رنگ کا چولا (لمبا

کرتہ) پہنے دوزانو بیٹھے نظر آئے ہیں۔ ان کی سیاہ داڑھی ہے۔ حضورؒ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ پھر قاضی صاحب سے پوچھا۔ وہ بڑے نادم اور شرمسار نظر آرہے تھے۔ انھوں نے کہا اتنا بڑا عالم ہونے کے باوجود تمھیں یہ معلوم نہیں کہ سلام کرنا سنّت ہے اور فاتحہ وایصال ثواب کے بعد مراقب ہونا چاہیے۔ میں بڑا شرمندہ ہوں۔ اس کے بعد حضورؒ نے فرمایا کہ صاحب قبر نے بڑی عاجزی سے یہ کہا ہے کہ میں بزرگ نہیں ہوں۔ میں نے صرف تقویٰ، کسب حلال اور اللہ والوں کی خدمت سے یہ درجہ پایا ہے۔

اس واقعہ کے بعد یقین محکم کے ساتھ قاضی صاحب حضورؒ کے پہلے سے زیادہ معتقد ہو گئے۔

۔ وہ حضورؒ کی توجہ اور فیض صحبت، زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی غرض سے آپ کو اپنے گھر لے گئے۔ جب تک حضورؒ قاضی صاحب کے یہاں رہے احقر بھی ان کی خدمت میں حاضر باش رہے۔ قاضی صاحب کے یہاں ذکر و فکر کی محفلیں گرم رہتیں اور لوگ اس کے حلقۂ بیعت میں شامل ہو کر ذکر کی نعمت سے متنعم ہوتے۔ حضورؒ کی ذات میں اتنی شدید کشش تھی کہ ہر وقت خلق خدا امڈی رہتی اور لوگ آپ کی زیارت کے حریص نظر آتے۔ جب بھی حضورؒ رخصت ہونے کا ارادہ فرماتے۔ قاضی صاحب کی آنکھیں رسیل جاتیں اور عرض کرتے۔ ”میں اپنے گھر سے برکت و رحمت الٰہی کو کیوں کر رخصت کروں“۔ حضورؒ پھر رک جاتے۔ قاضی صاحب کے مکان پر حضورؒ کے حلقوں اور مراقبات میں عجیب عجیب کیفیات مشاہدہ ہوئیں۔ حضورؒ اکثر و بیشتر حالات استغراق میں رہتے اور نزول ارواح ہوتا۔ جو اہل حلقہ پر بھی اثر پذیر ہوتا۔

ایک مرتبہ قاضی صاحب کے یہاں حلقۂ ذکر ہوا تو کم و بیش سب ہی جاذب ہو گئے۔ احقر حضورؒ کی دائیں جانب بیٹھا تھا۔ مجھ پر ایسی رقت طاری ہوئی جو پہلے کبھی نصیب نہ ہوئی تھی۔ برادر معظم پر اتنا شدید غلبۂ جذبہ ہوا کہ آپ قابو سے باہر ہو گئے۔ کمرہ میں دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں طرف تڑپ تڑپ کر لوٹتے رہے۔ ہاتھ کی گھڑی کھل کر پرزہ پرزہ ہو گئی۔ تمام دن آپ پر جذبہ و مستی کی کیفیت طاری رہی۔

ان کے قاضی صاحب کے یہاں سے رخصت ہونے سے قبل حضورؒ نے قاضی صاحب

اور ان کے اہلِ خانہ کو اندرون خانہ حلقہ میں بٹھا کر توجہ فرمائی۔ قاضی صاحب کی بیوی کو شدید جذبہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ مجذوبہ اِس وقت حضور اقدس ﷺ کی حضوری میں ہے۔ مراقبہ کے بعد حضورؒ بیٹھک میں تشریف فرما ہوئے تو قاضی صاحب نے بیوی سے تحقیق کی تو اس نے حضورؒ کے بیان کی تصدیق کی۔

قاضی صاحب کے مکان سے حضورؒ رخصت ہوئے تو وہ حالتِ جذبہ میں مکان سے باہر آگئی۔ اسے منہ چھپانے کا بھی ہوش نہ تھا اور حضورؒ سے اس طرح معروض ہوئی۔ ''میں آپ کو نہیں جانے دوں گی''۔ قاضی صاحب آبدیدہ ہو کر کہنے لگے۔ ''میں پیچھے رہ گیا یہ مجھ سے بھی آگے بڑھ گئی''۔ اس کے بعد پٹھان کوٹ میں آپ مزید ایک ماہ برادر معظم کے یہاں ٹھہرے۔

بجلی گھر کے ایک ملازم فتح محمد ایک ہی ملاقات میں حضورؒ کی توجہ سے جاذب ہو گیا اور دیر تک بے ہوش رہا۔ جب تک حضورؒ پٹھان کوٹ میں رہے۔ یہ سایہ کی طرح حالت جذبہ میں ان کے ساتھ رہا۔ آج کل صوفی فتح محمد لاہور میں ملازم ہے۔

ایک مرتبہ اصغر علی نامی ایک شیعہ نے جو بجلی گھر میں ملازم تھا حضرت صدیق اکبرؓ کی نسبت کا مذاق اڑایا۔ وہ حضورؒ کے ذکر و فکر کے حلقوں کو بھی کھیل تماشہ سمجھتا تھا۔ حضورؒ نے اسے حلقۂ ذکر میں بیٹھنے کی دعوت دی۔ وہ نماز عشاء کے بعد حلقۂ ذکر میں شامل ہوا۔ حضورؒ نے توجہ فرمائی۔ اسے اس قدر شدید جذبہ ہوا کہ وہ رات کے نو بجے سے دو بجے تک تڑپتا رہا اور صبح ۹ بجے ہوش آیا۔ اس طرح اسے توبہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

اسی طرح صوفی جلال الدین نامی ایک شخص حضورؒ کی توجہ سے ذاکر ہو گیا۔ آج کل اس کی حالت بڑی اچھی ہے۔

ایک مرتبہ حضورؒ چکی دریا کی طرف جا رہے تھے۔ احقر بھی آپ کے ساتھ تھا۔ جب ہم ایک پلی (۴۳) کے اوپر سے گزرے جس کے نیچے پانی بہہ رہا تھا تو ہم نے ایک مینڈک کے ٹرانے آواز سنی۔ حضورؒ نے فرمایا۔ ''مینڈک فریاد کر رہا ہے کہ مجھے ظالم کے پنجے سے چھڑایئے۔ اس کے ساتھ ہی حضورؒ نے پانی میں اپنا عصا مارا۔ مینڈک اچھلا اور اس کے ساتھ ایک سانپ بھی پانی سے اچھلا جس

کے منھ میں مینڈک کی ٹانگ تھی۔ عصا کی ضرب سے مینڈک کی ٹانگ سانپ نے چھوڑ دی اور پانی میں غائب ہو گیا۔ مینڈک بھی پھدک کر کنارے کی طرف لپک گیا۔

آپ نے فرمایا۔ سانپ کی ایذا سے بچنے کے لیے سَلاَمٌ عَلٰی نوحٍ فِی الْعَالَمِیْن پڑھا کرو۔

قیام پٹھان کوٹ کے دوران حضورؒ کے فیوض باطنی کا سلسلہ اس قدر لامتناہی تھا کہ احقر اس کی کیفیات آج تک نہیں بھولا۔ طالبان حق حضورؒ کے چشمۂ فیض سے خوب خوب سیراب ہوئے۔ ؎

زجام فیض خود کنا خالدؔ درماندہ را سیراب
کہ او لب تشنہ مستسقی و تو دریائے احسانی

مکالمات وواردات

حضورؒ بزرگان دین کے مزارات پر مراقب ہو کر فیوض باطنیہ اور نصائح دینیہ سے مستفیض ہوتے رہتے۔ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے روضۂ مبارک میں مراقب ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ "بس پٹھاناں پیر بن نہ جاؤ بلکہ یہاں مرید بن کر بیٹھو"۔ چناں چہ حضورؒ نے مسلسل تین دن وہاں قیام کیا۔ اس دوران حضرت مجددؒ نے مراقبۂ اسم الظاہر تعلیم فرما کر توجہ دی۔ حضور۔ نے دوسری بار حاضری دی تو آپ نے مراقبۂ اسم الباطن تعلیم فرما کر توجہ دی۔

ایک مرتبہ سرہند شریف تشریف لے گئے تو حضرت مجددؒ کی خدمت میں اس طرح عرض کی۔ "آپ پیران پیر ہیں۔ توجہ فرمایے تا کہ اللہ اللہ بتانے کی ہمت ہو"۔ حضرت مجدد نے فرمایا وَاِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِاللّٰہِ

ایک مرتبہ حضورؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مزار پر مراقب ہوئے۔ وہاں ایک شخص علی محمدؒ نامی پیر بنا بیٹھا تھا حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے حضور سے فرمایا۔ "اس خشک ملّا کو توجہ دو"۔ حضورؒ نے حسب فرمان توجہ دی۔ اسے جذبہ ہو گیا۔ اس طرح اسے توبہ کی سعادت نصیب ہوئی اور اس کی حالت سدھر گئی۔

دہلی میں خواجہ باقی باللہؒ کے مزار پر مراقب ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ "کسی شیخ کے مزار پر جا کر سرہانے، پاؤں کی جانب یا پیچھے نہیں بیٹھنا چاہئے۔ اس کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیے۔

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدینؒ کے مزار پر مراقب ہوئے تو آپ نے حضورؒ کو

آداب شیخ بتائے۔ حضورؒ نے مریدین کو یہ آداب سکھائے۔

حضورؒ لاہور تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر حاضری دیتے۔ پہلی بار حضورؒ لاہور تشریف لائے تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ "اگر اجازت ہو اہل لاہور کو اللہ بتاؤں کیوں کہ لاہور آپ کا ہے"۔ آپ نے فرمایا۔ "اگر لاہور میرا ہے تو آپ کس کے ہیں؟" حضورؒ نے فرمایا۔ "میں بھی آپ کا ہوں۔ اگر آپ اپنی روح کا سایہ فرمائیں تو میں حلقہ کروں"۔ چناں چہ حضرت داتا صاحب کے فیض روح سے حلقے میں اس قدر جذبہ ہوا جسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ صحن مسجد میں ہر طرف ذاکرین لوٹ رہے تھے۔

ایک مرتبہ داتا صاحبؒ نے حضورؒ کو دیکھ کر فرمایا۔ "مرحبا مرحبا یا شیخ"۔ حضورؒ نے عرض کی۔ "میں اب بہت کمزور ہو گیا ہوں۔ توجہ بھی مشکل سے دیتا ہوں"۔ حضرت داتا صاحبؒ نے فرمایا۔ "نظری توجہ دیجیے"۔ حضورؒ نے نظری توجہ فرمائی تو بہت اثر ہوا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ داتا صاحبؒ نے حضورؒ کو دیکھ کر فرمایا "مرحبا مرحبا یا شیخ" حضور نے عرض کی "میں آپ کی درگاہ میں حاضری دوں۔ تو مجھے اپنی درگاہ کا کتا سمجھا کیجئے۔ شیخ نہ کہا کیجئے۔

ایک مرتبہ حضورؒ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی معیت میں اجمیر شریف تشریف لے گئے اور وہاں اسہال کے عارضے میں مبتلا ہو گئے۔ اپنے پیر و مرشد سے عرض کی تو انہوں نے فرمایا۔ "خواجہ اجمیرؒ سے کہو۔ وہ دعا کریں"۔ حضورؒ نے خواجہ اجمیرؒ سے گزارش کی۔ ان کی دعا سے آپ شفا یاب ہو گئے حضرت خواجہ اجمیرؒ نے یہ بھی فرمایا۔ "اپنے پیر سے کہو اس کے عوض میرے حوض میں پانی ڈالے"۔ حضورؒ نے حضرت غریب نوازؒ سے عرض کی انہوں نے حوض میں پانی ڈالا تو حوض لبالب ہو گیا۔

ایک مرتبہ حضور گجرات تشریف لے گئے اور شیخ عبدالمجید (۲۴) کے یہاں ٹھہرے۔ شیخ صاحب اگرچہ حضرت غریب نوازؒ کے پہلے مریدوں میں سے تھے اور جالندھر میں حضرت غریب نوازؒ کو لانے کے باعث بھی آپ ہی تھے۔ مگر بعد میں قیام گجرات کے دوران آپ ایک رسمی پیر سے بیعت ہو گئے تھی اور جو کچھ پہلے حاصل کیا تھا اسے بھی کھو بیٹھے۔ شیخ صاحب موصوف حضورؒ کی معیت میں حضرت دولا شاہ صاحب کے مزار پر مراقب ہوئے تو صاحب مزار نے کہا۔ "میں اگرچہ

نقشبندی نہیں ہوں پھر بھی آپ کی توجہ کا خواستگار ہوں"۔ حضورؒ نے توجہ فرمائی تو صاحب مزار کے علاوہ تمام حاضرین کو جذبہ ہو گیا شیخ عبدالمجید مرحوم کو تو ایسا جذبہ ہوا کہ وہ اچھل اچھل کر بُھلّا بُھلّا کے نعرے لگانے لگے۔ پھر تائب ہو کر حضورؒ سے بیعت ہوئے۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے مزار پر مراقب ہوئے تو مراقبہ کے دوران ہم سے یوں مخاطب ہوئے۔ "سنبھل کر بیٹھو شیخ توجہ دے رہے ہیں"۔ شیخ کی توجہ سے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے سینے میں آگ سلگ رہی ہے۔

ایک مرتبہ حضورؒ غازی علم الدین شہید (میانی صاحب۔ لاہور) کے مزار پر مراقب ہوئے تو فرمایا۔ "شہید موصوف کی قبر نور نبوی ﷺ سے اس قدر معمور ہے کہ آنکھوں کو اس کے نظارے کی تاب نہیں ہے"۔

اس کے علاوہ حضورؒ پر اکثر ارواح مقدسہ کا نزول ہوتا جو ایزادی فیوض و برکات کا موجب ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک دعوت کے موقع پر برادر بزرگ خواجہ محمد افضل بیگؒ نے اپنے نظم کیا ہوا شجرہ سنایا تو حضورؒ پر ارواح کا نزول شروع ہو گیا۔ حضورؒ نے فرمایا۔ "جس وقت شجرہ پڑھا جا رہا تھا۔ تمام مکان کا رنگ گلابی ہو گیا تھا۔ پھر بزرگان دین قدس اللہ اور ارواحہم کی ارواح تشریف لائیں جو منظوم سلسلہ سن کر بے حد مسرور ہوئیں۔ انہوں نے ازراہِ مذاق میں یہ بھی کہا کہ اس قسم کے دو ایک مرید اور بنالو۔ بڑی شہرت ہو گی۔ اس مذاق میں حضرت ابوالحسن فرقانیؒ پیش پیش تھے۔ اس موقعہ پر حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ نے برادر بزرگ کے متعلق ایک پیشن گوئی (۲۵) بھی کی جو حرف بحرف پوری ہوئی۔ اس کے بعد صاحب خانہ ڈپٹی فیض بخش مرحوم کی روح نے آکر التجا کی کہ حضورؒ! میری قبر پر کبھی تشریف لائیں۔

ایک مرتبہ چوک قادے شاہ جالندھر میں محمد علی رسالدار کے یہاں دوپہر کا کھانا تھا۔ درون خانہ گراموفون پر حضرت بلّھے شاہ کی کافی کا ایک ریکارڈ لگا ہوا تھا۔ اس کے بول تھے۔ ع

بلّھے نوں سمجھاون آئیاں بھیناں تے بھر جائیاں

ریکارڈ کی آواز کان میں پڑی تو حضورؒ پر استغراقی کیفیت طاری ہو گئی جو نصف گھنٹے تک

رہی۔ اس دوران خاندان چشتیہ کے بزرگوں کی ارواح کا نزول ہوا تو آپ نے فرمایا۔ اب میں چشتی ہوں۔ بعدہٗ فرمایا۔ ایک ایسے بزرگ نے بھی میرا استقبال کیا جو نسوار لینے کا عادی تھا۔ اس کی وجہ سے میں کھانسا تھا۔

قیام جالندھر کے دوران ایک مرتبہ حضورؒ مولف لاشے کے چوبارے میں مستورات کو تلقین فرما رہے تھے کہ اچانک ایک مستانی عورت(۲۶) حضورؒ کے سامنے آ کے بیٹھ گئی اور حضورؒ کی ران پر زور سے اپنا ہاتھ مار کر اس طرح گویا ہوئی۔ "سنا یار کیا حال ہے؟" حضورؒ اسی وقت استغراق میں چلے گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ بہت دیر کے بعد حالت سدھری تو فرمایا۔ "جی چاہتا ہے کہ ران کے اس حصے کو چھری سے کاٹ کر الگ کر دوں جس پر مستانی کا ہاتھ لگا ہے"۔ اس عرصہ میں مستانی خوف زدہ ہو کر بھاگ چکی تھی۔

حضورؒ کا دارالخلافت اگرچہ جالندھر اور اس کے گردو نواح کا علاقہ تھا مگر برادر(۲۷) بزرگ کی وجہ سے آپ لاہور میں رکنے لگے۔ ۱۹۳۸ء میں والد(۲۷) صاحب جالندھر سے لاہور منتقل ہو گئے تو حضورؒ پابندی کے ساتھ لاہور میں رکتے۔

مارچ ۱۹۴۴ء میں حضورؒ لاہور تشریف لائے تو بھائی اختر بیگ کے یہاں سعدی پارک مزنگ میں ٹھہرے۔ والد مرحوم ۲۵ مارچ ۱۹۴۴ء کو حضورؒ کی ملاقات کیلئے مزنگ آئے۔ رات کی سردی لگ گئی۔ جس نے نمونیہ کی صورت اختیار کر لی۔ یہی شکایت بالآخر مرض الموت بنی۔ ۱۱ اپریل ۱۹۴۴ء بروز منگل علی الصبح استغفار، کلمہ شہادت اور ذکر اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے آپ نے داعئ اجل کو لبیک کہا۔ آخر دم تک آپ کے ہوش و حواس بجا رہے۔ آپ کی نماز جناز برادر طریقت مولوی عزیزالبصیر(۲۸) نے پڑھائی۔ قبرستان بی بی پاک دامن میں واقع ہے۔

والد محترم کی علالت کے دوران حضورؒ جالندھر تشریف لے گئے تھے۔ ان کے انتقال کی اطلاع آپ کو ملی تو آپ تعزیت کے لیے پھر لاہور تشریف لائے۔

دوپہر کا کھانا تناول فرما چکے تو حضورؒ برادر بزرگ سے اس طرح گویا ہوئے۔ "محمد افضل(۲۹) یہ کھانا میرے ملک کر دو"۔ انھوں نے عرض کی۔ "میں نے آپ کے ملک کیا"۔

حضورؒ نے ہاتھ اٹھا کر والد صاحب کی روح کو ایصال ثواب کیا تو اسی وقت ان کی روح حاضر ہو گئی اور آپ استغراق میں چلے گئے۔ جب استغراقی کیفیت ٹوٹی تو آپ نے فرمایا۔ مرزا صاحب کی روح بڑی خوش تھی۔ اس سے کہا کہ مجھے کھانے کا ثواب پہنچ گیا ہے۔ یہ بھی کہا کہ میری قبر پر تشریف لائیں۔

حضورؒ اسی دن عصر کے بعد والد مرحوم کی قبر پر مراقب ہوئے۔ آپ نے فرمایا مرزا روشن بیگ حسب سابق بہت خوش تھے۔ انہوں نے اختر بیگ کو سمجھانے کی استدعا کی ہے۔ آخر میں میری آمد کا شکریہ بھی ادا کیا ہے۔"

حضرت غریب نوازؒ کے خلفاء میں حضرت حافظ محمد موسیٰؒ (خلیفہ جلال پور پیراں والہ) کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ اپنی وفات سے قبل آپ اپنے لواحقین کو بعض ضروری ہدایات نہ دے سکے تھے۔ اس سلسلے میں آپ کے لواحقین نے حضورؒ سے رجوع کیا۔ حضورؒ ان کے ہمراہ جلال پور پیراں والہ تشریف لے گئے۔ حضرت حافظ محمد موسیٰؒ کے مزار پر مراقب ہوئے اور ان سے مطلوبہ ہدایات حاصل کر کے ان کے لواحقین کے گوش گزار کیا۔

موسم سرما میں ایک مرتبہ حضرت غریب نوازؒ اپنی جماعت کے ساتھ حاجی کریم بخشؒ (سکنہ فضل پور، موضع جانوواله تحصیل احمد پور شرقیہ) کے یہاں شب باش تھے۔ صوفوں کی نفری چارپائیوں کے مقابلے میں زیادہ تھی۔ اکثر چارپائیوں نے دو دو صوفیوں کو پناہ دی۔ حضرت حافظ محمود موسیٰؒ نے حضورؒ سے کہا کہ آج میں آپ کا پیچھا کروں گا۔ حضورؒ نے حضرت غریب نوازؒ کا پیچھا کرنے کی نیت کی۔ اس کے بعد حضورؒ اپنا خواب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حضرت غریب نوازؒ آسمان کی طرف اڑے تو میں بھی ان کے پیچھے اڑا میرے پیچھے حضرت موسیٰؒ اڑے اور وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ کر رک گئے جہاں بارش انوار ہو رہی تھی۔ میں حضرت غریب نوازؒ کا پیچھا کرتا ہوا عرش معلیٰ کے مضاف میں پہنچ گیا۔ معاً حضرت غریب نوازؒ نے عرش معلیٰ کے گرد تیز رفتاری کے ساتھ بھاگنا شروع کر دیا اور وہ چکر پہ چکر کاٹنے لگے۔ ایک آواز آئی "قریشی! تو کیا چاہتا ہے؟" حضرت غریب نوازؒ نے عرض کی "یا بار الہ! میں یہ چاہتا ہوں کہ تو میری جماعت کو بخش دے"۔ پھر آواز آئی "احتساب عمل کے بغیر یہ کیوں کر ممکن ہے؟" یہ جواب پا کر آپ نے اپنی رفتار میں مزید اضافہ کر دیا۔ پھر آواز آئی۔ "قریشی! کیوں اپنی جان کو ہلکان کرتا ہے جا میں نے تمھاری بات مان لی"۔ صبح اٹھ کر حضرت غریب نوازؒ نے گھڑے کا ٹھنڈا پانی طلب کیا تو حضورؒ نے مسکرا کر عرض کی۔ "سائیں! یہ پیاس رات کی تھکاوٹ کا اثر معلوم ہوتی ہے"۔ حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا۔ "حافظ جی! تم تو میرے کھوجی ہو"۔

کرامات وتصرفات

حضورؒ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ سنت نبویؐ پر پوری طرح عامل تھے اور اسی کے احیاء کے لیے ہمہ تن ساعی رہتے۔ فرماتے۔ سنت نبویؐ پر استقامت کرامت سے افضل ہے۔ حضورؒ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ سینکڑوں بلکہ ہزاروں کو ضلالت وگمراہی سے نکال کر راہ حق پر لے آئے۔ بے شمار گنہگاروں کو عابد وزاہد بنادیا۔ لاتعداد بد عقیدہ اور مفسدہ پرداز لوگوں کو صحیح بنادیا۔ جہاں بھولے سے بھی خدا کا نام نہیں لیا جاتا تھا ان گھرانوں میں خدا کا نام بلند کیا۔ سینکڑوں مسلمانوں کے داڑھی رکھوائی اور ہزاروں کو تمباکو نوشی کی لعنت سے چھڑادیا۔

حضورؒ فرماتے ہیں کہ اصل کرامت سنتؐ پر عمل ہے۔ جس قدر کوئی سنت پر عمل کرے گا اور بدعات سے بچے گا۔ اسی قدر ولایت میں اس کا مقام بلند ہوگا۔ آپ سے کہا جاتا کہ فلاں شخص نے یہ کرامت دکھائی ہے اور فلاں نے ایسا کیا ہے تو آپ ہنس کر فرماتے۔ میں مداری نہیں ہوں جو اس قسم کی شعبدہ بازی دکھاتا پھروں۔ فرماتے کہ بعض اوقات مجاہدات اور ریاضیات سے انسان سے بعض مافوق العادۃ باتیں سرزد ہو جاتی ہیں اگر پیروی سنت سے یہ باتیں حاصل ہوں تو کرامات ہیں۔ ورنہ استدراج۔ اس قسم کی استدراج غیر مسلموں سے سرزد ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ سب چیزیں دنیا ہی میں رہ جائیں گی۔ جو چیز ساتھ جائے گی وہ "وَالْبَاقِيَاتُ الصّٰلِحٰتُ" ہے۔

اس کے باوجود حضورؒ کی کرامات و تصرفات حد وحساب سے باہر ہیں پنجاب بھر کے ہزاروں افراد اس کے عینی شاہد ہیں۔ اس جگہ مشتے از نمونہ خروارے چند درج کی جاتی ہیں۔

ایک مرید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ برادری والوں نے اس کا حقہ پانی بند کر دیا اور فیصلہ کیا کہ اب اسے کوئی لڑکی نہ دے۔ اس مرید نے یہ ماجرا حضورؒ کے گوش گذار کیا تو آپ نے فرمایا۔ تم فکر مت کرو۔ تمھاری شادی کا انتظام خود بخود ہو جائے گا۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ ایک بزرگ نے اس کے گھر آکر اسے اپنی فرزندی میں قبول کیا جب اس کی پہلی بیوی کا انتقال ہوا تو دوسری بیٹی بھی دی۔

ایک شخص برادری کی ایک عورت کے عشق میں بری طرح پھنس کر خدا اور رسولﷺ کو بھول چکا تھا۔ حضورؒ کے تصرف سے لمحہ بھر میں عشق کا بھوت اس کے سر سے اتر گیا اور وہ تائب ہو کر حضورؒ سے بیعت ہوا۔ دوسری طرف اس عورت نے بھی توبہ کی اور ایک دن حضورؒ سے بیعت ہوئی۔ پھر وہ نماز اور روزہ کی پابندی کے ساتھ اپنا بیشتر وقت اللہ کی یاد میں گذارتی۔

ایک مرتبہ حضرت غریب نوازؒ بعارضۂ حرارت صاحب فراش ہو گئے۔ علاج معالجہ سے آفاقہ نہ ہوا تو حضورؒ کو بلوا کر سلب مرض کی توجہ کا حکم دیا۔ آپ کی توجہ سب سے اس کا مرض جاتا رہا اور حضرت غریب نوازؒ صحت یاب ہو گئے۔

۳۵۔۱۹۳۴ء میں راقم الحروف کے والد مرحوم حبشہ میں تھے اور اٹلی کا حملہ شروع ہو چکا تھا۔ دو تین ماہ تک جب ان کا کوئی خط نہ آیا تو ہمیں تشویش ہوئی۔ حضورؒ سے عرض کی تو آپ نے مراقبہ کیا اور فرمایا۔ "حبشہ میں مرزا روشن بیگ تندرست ہے۔ عن قریب ان کے خط آئیں گے۔" چند دنوں کے بعد ان کے چار خط اکٹھے موصول ہوئے۔ اس کے بعد والد مرحوم حبشہ سے وطن لوٹے تو حضورؒ اس وقت محلّہ جھنڈا پیر صاحب جالندھر کی اونچی مسجد میں قیام فرما تھے۔ والد صاحب کو حضور۔ نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا مگر جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو انھیں دیکھتے ہی فرمایا۔ "یہی مرزا روشن بیگ ہے۔ جسے میں حبشہ میں دیکھنے گیا تھا"۔

حضورؒ کو اپنے ایک مرید صادق سے بے حد محبت تھی اور اس کے حال پر نگاہ کرم رکھتے تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ اس کی حالت اچھی ہو جائے۔ ایک دن اسے فرمایا۔ "میرے سینے میں تمارا حصہ ہے اسے لے لو"۔ وہ مرید غفلت مین مبتلا تھا اور ولایت صغریٰ میں پھنسا ہوا تھا۔ بعض نامساعد حالات کی وجہ سے وہ ترقی بھی نہ کر سکتا تھا۔

ایک مرتبہ حضورؒ دورۂ پنجاب پر تشریف لائے تو ۲۶اپریل ۱۹۴۴ء کو واپسی سے قبل اس مرید سے پوچھا۔ ''تمھارا کون سا سبق ہے؟'' اس نے کہا۔ ''مراقبہ معیت''۔ آپ نے فرمایا۔ ''جاؤ میں نے تمھیں ولایت صغریٰ بخشی'' پھر فرمایا۔ ''جاؤ تمھیں ولایت کبریٰ بخشی'' پھر فرمایا۔ ''جاؤ تمھیں سب کچھ بخشا''۔ حضورؒ کی ایک ہی نظر سے اس مرید کی کایا پلٹ گئی اور اس کی حالت قابل رشک ہو گئی۔ ؎

آنا نکہ خاک را بنظر کیمیا کند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کند

حضرت خلیفہ شاہ محمد صاحب ایک مقدمہ قتل میں ناحق پھنس گئے تو حضورؒ نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ کی اس شان جلال کے مورد حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی ہوئے تھے۔ اس میں بعض الٰہی مصلحتیں بھی ہوتی ہیں''۔ حضورؒ نے خلیفہ صاحب موصوف کو ایک لمحے میں تمام مقامات سلوک کرا دیے اور جیل خانے میں اللہ اللہ بتانے کی ہدایت کی۔ چناں چہ جیل خانے مین کئی ڈاکو، چور اور خونی خلیفہ صاحب موصوف کی ہاتھ تائب ہوئے اور نیک بنے۔ اس واقعہ کا ذکر کسی گذشتہ صفحہ کے حاشیہ میں بھی ہو چکا ہے۔

کرامات اور تصرفات کی بارے میں جس بات کا جاننا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ کرامات کسی کے مطالبہ نفس کے مطابق ظہور میں آتی ہیں۔ ضعیف الایمان اور کمزور اعتقاد والوں کو کرامات کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کے لیے ان کا ظہور اس درجہ ہوتا ہے کہ ان کا ایمان قومی اور اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ جو شخص اس کی نسبت ولایت میں کامل تر ہو وہ اس سے مستغنی ہوتا ہے۔ اس لیے اس سے کرامات ظاہر نہیں ہوتیں کیوں کہ اس کا درجہ ان باتوں سے بالاتر ہوتا ہے اور وہ اس سے مستغنی ہوتا ہے اور اگر اس سے کرامات کا ظہور ہو تو نقص ولایت کی دلیل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تابعین میں اس طرح کی کرامات صحابہؓ کی نسبت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ البتہ کسی شخص سے خوارق عادت کا ظہور لوگوں کی ہدایت اور ان کی ضروریات کے لیے ہو تو ایسے شخص کا درجہ سب سے بڑا ہے۔

ان کرامتوں کے بر خلاف احوال شیطانی ہوتے ہیں۔ شیاطین کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے

ساتھیوں کو اکثر غیب کی خبریں بتا دیتے ہیں۔ چناں چہ بخاری کی روایت سے صحیح حدیث ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ "فرشتے بادلوں کی ساتھ ساتھ اترے ہیں اور آسمان میں جو فیصلہ کیا گیا ہو اس کا ذکر کرتے ہیں تو شیاطین چوری چھپے اسے سن لیتے ہیں اور اسے کاہنوں (۳۹) تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ سو جھوٹ اپنی طرف سے ملا دیتے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں میں سے بعض کے پاس شیطان ایسے ایسے کھانے، میوے، مٹھائیاں اور دوسری چیزیں لاتا ہے۔ جو کہ وہاں نہیں ہوتیں۔ بعض کو مکہ، بیت المقدس اور دوسرے مقامات میں اڑا کر لے جاتے ہے۔ کسی کو جن عرفہ (۴۰) کی شام اٹھا کر لے جاتا ہے اور اسی شام واپس لے آتا ہے۔ لیکن اس طرح وہ شرعی حج ادا نہیں کرتا۔ ایسے شیطانی حالات والوں کے سامنے جب آیت الکرسی کے کلمات جو شیاطین کو بھگا دیتے ہیں پڑھے جائیں تو شیاطن ان کے پاس سے بھاگ جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامات اور احوال شیطانی میں جو کہ کرامات اولیاء کے مشابہ ہوتے ہیں چند امور کا فرق ہے۔ ان میں ایک فرق یہ ہے کہ اولیاء کی کرامات کا سبب ایمان اور تقویٰ ہوتا ہے اور احوال شیطانی کا سبب وہ چیزیں ہوتی ہیں جن سے اللہ اور اس کی رسولؐ نے منع فرمایا ہے۔ غایت درجہ کی کرامت یہ ہے کہ دین میں استقامت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی وہ سب سے بڑی کرامت ہے جس سے وہ اپنے کسی بندے کو سرفراز کرتا ہے یہ ہے کہ وہ ان افعال کی بجا آوری میں مدد دے جنھیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ جو اس کی رضا کا باعث ہوں، جن کی وجہ سے بندے کو اپنے مالک جل شانہ کے قرب زیادہ حاصل ہو اور اس کے درجے بلند ہوں۔

تبلیغی دورۂ پنجاب ۱۹۵۲ء

حضورؒ کے تبلیغی دوروں کی روداد کو اگر کوئی ساتھ ساتھ قلمبند کرتا جاتا تو آج اسے یقیناً کتابی صورت میں پیش کیا جاتا۔ یہ عدم توجہی ان کے حلقہ بگوشوں کی ایک ایسی مشترکہ کوتاہی ہے۔ جس سے وہ کبھی بری الذمہ نہ ہوں گے۔

مؤلف لاشے نے حضورؒ کے تبلیغی دورۂ پنجاب ۵۲ء کے کچھ احوال مجملاً محفوظ کر لئے تھے جنہیں تبرکاً پیش کیا جارہا ہے۔

۱۶ مارچ ۱۹۵۲ء بروز اتوار (لاہور) چاشت کا عمل ہوگا۔ میں اپنے دیرینہ بزرگ دوست ڈاکٹر عباس علی (۴۱) کے یہاں مصروف گفتگو تھا اچانک ڈاکٹر عبداللہ بیگ صاحب (۴۲) وہاں تشریف لے آئے اور چھوٹتے ہی کہا۔ باہر سڑک پر حضورؒ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ چوں کہ ان کی آمد کی پیشگی کوئی اطلاع نہیں تھی۔ اس لئے میں تحیّر وانبساط کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ان کی خدمت میں پہنچا۔ حضورؒ بیڈن روڈ کی ایک جانب ڈاکٹر محمد عبداللہ بیگ کی موٹر میں تشریف فرما تھے۔ موٹر میں بیٹھنے کا حکم ہوا تو تعمیلِ حکم ہوئی۔ ڈاکٹر مرزا محمد عبداللہ بیگ کی گاڑی نے ماسٹر عبدالعزیز صاحب (۴۳) کی دکان کا رخ کیا۔ ماسٹر صاحب موصوف دکان پر موجود نہ تھے۔ حضورؒ آرام فرمانے کی غرض سے ڈاکٹر صاحب موصوف کے یہاں تشریف لے آئے۔

۱۷ مارچ ۱۹۵۲ء بروز پیر (لاہور)

علی الصبح حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے معانقہ فرما کر خوشی کا اظہار کیا۔ نماز ظہر کے بعد آپ چارپائی پر دراز ہوئے۔ میں ان کا بدن دبانے لگا۔ باتوں باتوں میں حج کا ذکر چھڑ گیا تو میں نے عرض کی۔ حضورؒ نے تو کئی حج کیے ہوں گے آپ نے فرمایا اگرچہ مجھ پہ حج فرض نہیں ہے۔ مگر جسمانی حج ہی سے فرضیت ادا ہوتی ہے۔ ایسا تو کئی بار ہوا کہ میں نے پہلا سجدہ کیا تو دیوار کعبہ سے میرا سر ٹکرایا پھر دوسرے سجدہ میں اس خیال سے سر کو پہلے سجدے کی نسبت ذرا پیچھے رکھا تاکہ دیوار کعبہ سے دوبارہ سر نہ ٹکرائے۔

۲۱ مارچ ۱۹۵۲ء بروز جمعتہ المبارک (لاہور)

آج اس عاجز کی چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ وحیدہ روشن (۴۴) نے حضورؒ کو گڑھی شاہو میں دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا۔ یہ عاجز حضورؒ اور خلیفہ غلام علی کے ہمراہ کوئی گیارہ بجے کے لگ بھگ عزیزہ وحیدہ روشن کے یہاں پہنچا۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر مرزا عبداللہ بیگ اور مرزا عظیم اللہ بیگ صاحب (۴۵) بھی تشریف لے آئے اس عاجز کی والدہ ماجدہ اور غلام یاسین صاحب (۴۶) کی والدہ ہم سے پہلے پہنچ گئی تھیں۔

کھانے سے فارغ ہو کر حضورؒ نے وعظ و تلقین فرمائی۔ پھر محمد نگر (علامہ اقبال روڈ) کی جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کی۔ نماز عشاء کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف کے یہاں حلقۂ ذکر ہوا۔

۲۳ مارچ ۱۹۵۲ء بروز اتوار (لاہور)

حضورؒ پرسوں (یعنی جمعہ کی رات) سے نزلہ اور کھانسی کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ شب گذشتہ پنسلین کے انجکشن مسلسل دئے گئے۔ (ان دنوں چار چار گھنٹوں کے بعد مریض کو انجکشن دینے کا معمول تھا)۔ آج کچھ افاقہ ہوا ہے۔

یہ طے پاچکا تھا کہ حضورؒ آج حضرت داتا گنج بخشؒ کے دربار میں حلقہ فرمائیں گے۔ مگر آپ کی نقاہت وعلالت کے پیش نظر اسے ملتوی کرنا پڑا۔

۲۴/مارچ ۱۹۵۲ء بروز پیر (لاہور)

آج حضورؒ کی طبیعت بہت بہتر ہے۔ آپ نے مکمل آرام فرمایا۔ مسلسل تین دنوں سے حضورؒ کی صحبت حاصل ہے۔

۲۵/مارچ ۱۹۵۲ء بروز منگل (لاہور)

آج حضورؒ جہانگیرؒ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ جہانگیرؒ کی روح آپ کی آمد سے بے حد مسرور ہوئی۔ اس نے کہا کئی دنوں سے مجھے آپ کا انتظار تھا اور کہا آپ کی جماعت (۴۷) کے سینے ذکر الٰہی سے معمور ہیں اور کہا میں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دست مبارک پر سات بار بیعت کی ہے۔ (اپنے شیخ سے بار بار بیعت ہونے کو تجدید بیعت کہتے ہیں)۔

اس کے بعد حضورؒ نماز ظہر ادا کرنے کے لیے مسجد میں تشریف لے آئے۔ یہ مسجد مزار کی چار دیواری کے اندر ہی موجود ہے۔ اذان اس عاجز نے کہی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضورؒ نے فرمایا۔ اذان کے درمیان جہانگیرؒ کی روح آئی تھی اور اس نے تمھارے اذان کے لہجے کو بہت سراہا۔

۲۶/مارچ ۱۹۵۲ء بروز بدھ (لاہور)

آج حضورؒ کہیں نہیں گئے۔ ڈاکٹر عبداللہ بیگ کے مکان پر قیام رہا۔ کئی لوگ اللہ اللہ پوچھنے کے لیے آئے اور بیعت ہوئے۔ منتسبین بھی آتے جاتے رہے۔

نماز مغرب کے بعد جہانگیر کی روح کا پھر نزول ہوا۔ اس نے کہا کہ آپ میری قبر پر ایک بار تشریف لائے تھے۔ میں دوسری بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

۲۹ / مارچ ۱۹۵۲ء بروز ہفتہ (لاہور)

حضورؒ آج ایمپریس پارک (بی بی پاک دامن) تشریف لائے۔ دوپہر کا کھانا والدہ صاحبہ کے یہاں تھا۔ شام کے کھانے کا اہتمام بھائی اصغر میرزا شمیم (۴۸) نے کیا تھا۔ نماز ظہر کے بعد حضورؒ والد مرحوم کی قبر پر مراقب ہوئے اور فرمایا مرزا روشن بیگ میری آمد سے بہت خوش ہوئے۔ وہ دیر تک منہ کھولے ہنستے رہے۔ "انھوں نے کہا کہ پیر ہو تو ایسا ہو جو مریدوں کو نہ بھولے"۔ حضورؒ نے فرمایا۔ مرزا روشن بیگ نے یہ بھی کہا۔ "مجھے امید تھی کہ آپ میری قبر پر ضرور تشریف لائیں گے"۔ حضورؒ نے فرمایا۔ دوران مراقبہ محمد افضل کی مرحومہ بیوی اور دادی (۴۹) جِجن کی روحیں بھی آگئی تھیں۔ محمد افضل بیگ کی مرحومہ بیوی کی روح نے آکر کہا میں آپ کی مریدنی لطیفہ بیگم ہوں۔ دادی جِجن کی روح جذبے کے ساتھ تڑپتی ہوئی آئی اور جذبے میں تڑپتی رہی۔ حضورؒ نے فرمایا جب میں اٹھنے لگا تو مرزا روشن بیگ نے کہا۔ "کچھ دیر اور رکیں"۔ میں نے کہا میں تو ابھی زندہ ہوں۔ ابھی اللہ کی زمین پر چلوں گا پھروں گا۔ اس بات پر وہ بہت ہنسے۔ نماز مغرب کے بعد حضورؒ نے غریب خانہ پر حلقہ کیا۔

۳۰ / مارچ ۱۹۵۲ء بروز اتوار (لاہور)

حضورؒ نے آج نماز مغرب کے بعد داتا گنج بخشؒ کے دربار میں حلقہ فرمایا حلقے میں شریک ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اس موقعہ پر حضورؒ نے برادر بزرگ کو بہت یاد کیا۔ برادر بزرگ لاہور میں موجود نہ تھے اور حضورؒ پیرانہ سالی کے باعث اتنے بڑے حلقے کو توجہ نہ دے سکتے تھے۔ چناں چہ توجہ دینے کا فرض حضرت خلیفہ محمد اسلم صاحب کو سونپا گیا حلقۂ ذکر میں بڑا فیضان تھا۔ لوگوں کو جذبے بھی ہوئے۔ کچھ لوگ حضورؒ سے بیعت بھی ہوئے۔

حلقے سے فارغ ہو کر حضورؒ داتا صاحبؒ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوئے تو داتا صاحبؒ آپ کی آمد سے بہت خوش ہوئے بلکہ شکریہ بھی ادا کیا اور فرمایا یہاں چند حلقوں کا ابھی اور اہتمام کریں۔ آخر میں حضورؒ سے یوں مخاطب ہوئے۔ مجھے علم ہے کہ آپ اب ضعیف ہو چکے

ہیں۔ پھر بھی اللہ کی راہ میں خون پانی ایک کر دیں۔ انھوں نے اپنی مثال دی اور فرمایا۔ میں لوگوں کو اللہ اللہ بتانے کہاں سے چل کر کہاں آیا اور کہاں پیوند خاک ہوا۔

داتا صاحبؒ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ کی جماعت کے سینے نور سے معمور ہیں۔ آپ نے ہم سب کیلئے دعا بھی فرمائی۔

۶/اپریل ۱۹۵۲ء بروز اتوار (لاہور)

حضورؒ نے دوپہر کا کھانا عزیزم مرزا اسلم بیگ (برادر خورد) کے یہاں راج گڑھ میں تناول فرمایا۔ خلیفہ غلام علی صاحب، ڈاکٹر عبداللہ بیگ، ننھے میاں (۵۰)، مولوی اکرام الحق صاحب (۵۱) اور یہ عاجز شریک دعوت تھا۔

رات کا کھانا مولوی اکرام الحق صاحب کی طرف تھا۔ خلیفہ غلام علی صاحب حضرت خلیفہ بدھن شاہ صاحب، حضرت خلیفہ محمد اسلم صاحب اور یہ عاجز حضورؒ کے ساتھ تھے، مولوی اکرام الحق صاحب نے ممتاز پرویز صاحب کو بھی مدعو کیا ہوا تھا۔

نماز مغرب داتا صاحبؒ کے دربار میں ادا کی گئی اور وہیں حلقہ ذکر ہوا۔ بڑا فیض تھا۔ لوگ جذبے کی حالت میں لوٹتے رہے۔

۷/اپریل ۱۹۵۲ء بروز پیر (راولپنڈی)

حضورؒ بذریعہ پاکستان ایکپریس لاہور سے راولپنڈی پہنچے۔ حضرت خلیفہ غلام علی صاحب، ڈاکٹر محمد یوسف صاحب (۵۲) اور یہ عاجز ہمراہ تھے۔ حضورؒ نے ڈاکٹر محمد یوسف صاحب کے بڑے بھائی ڈاکٹر اقبال انصاری کے یہاں سول ہسپتال راولپنڈی میں قیام فرمایا۔

شیخ عبدالمجید صاحب کے فرزند مولوی عبداللہ صاحب (۵۳) نماز مغرب کے بعد حضور سے ملنے آئے۔

یہ عاجز شیخ ارشادالحق جالندھری (۵۴) اور ان کے اعزہ واقربا کو ملنے گیا۔

۸ر اپریل ۱۹۵۲ء بروز منگل (راولپنڈی)

حضورؒ کو پھر نزلہ اور کھانسی کا ہلکا سا عارضہ لاحق ہو گیا۔ آج صبح سویرے سید الطاف حسین شاہ صاحب (۵۵) اچانک تشریف لے آئے انھوں نے حضورؒ کو شام کے کھانے پر مدعو کیا۔ عصر کے وقت سید حاجی احمد شاہ صاحب (۵۶) حضورؒ کو ملنے آئے۔ عشاء کے بعد شیخ عبدالمجید صاحب کے صاحب زادے مولوی محمد عبداللہ صاحب پھر تشریف لائے۔ آج سید الطاف حسین شاہ صاحب اور سید حاجی احمد شاہ صاحب کی آمد پر دربار میں حلقہ ہوا۔

۹ر اپریل ۱۹۵۲ء بروز بدھ (راولپنڈی)

آج سیّد حاجی احمد شاہ صاحب وعدہ کے باوجود تشریف نہیں لائے۔ شام کا کھانا مولوی محمد عبداللہ صاحب کے یہاں تھا۔

حضورؒ برابر نزلہ اور کھانسی کے عارضے میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال انصاری کا علاج جاری ہے۔ آج کہیں نہیں گئے۔

۱۰ر اپریل ۱۹۵۲ء بروز جمعرات (راولپنڈی)

حضورؒ آج واپس لاہور لوٹنا چاہتے تھے مگر جب مولوی محمد عبداللہ صاحب نے جب یہ بتایا آج کیمل پور سے صوفی جلال الدین صاحب (۵۷) آپ کی ملاقات کے لیے آ رہے ہیں۔ تو آپ رک گئے۔ حضورؒ کی طبیعت میں آج بھی ناسازر ہی۔ ڈاکٹر محمد اقبال انصاری کا علاج جاری ہے۔ اس نے صبح انجکشن اپنے ہاتھ سے دیا۔ دوسرا انجکشن اس کے کمپوڈر نے دیا۔ آج بھی حضورؒ تمام دن گھر پر رہے۔ البتہ مغرب کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف کی گاڑی میں ذرا گھومے۔

عشاء کے بعد صوفی جلال الدین صاحب مولوی محمد عبداللہ صاحب کی معیت میں

تشریف لائے اور رات گئے تک مصروف گفتگو رہے۔ سید الطاف حسین شاہ صاحب آج حضورؒ کی عیادت کے لیے دو مرتبہ آئے۔

۱۱/اپریل ۱۹۵۲ء بروز جمعتہ المبارک (راولپنڈی)

آج حضورؒ کی طبیعت نسبتاً ٹھیک رہی۔ صوفی جلال الدین صاحب، مولوی محمد عبداللہ صاحب اور سید الطاف حسین صاحب حضور کو ملنے آئے حضورؒ نے دوپہر کا کھانا شیخ ارشاالحق صاحب کے ہاں کھایا۔ یہاں رات کا کھانا صوفی جلال الدین صاحب کے صاحب زادے [۵۸] کے یہاں تناول فرمایا۔ دونوں جگہ ذکر کے حلقے ہوئے۔ شیخ ارشاد الحق صاحب کے بھائی حضورؒ سے بیعت ہوئے۔

۱۲/اپریل ۱۹۵۲ء بروز ہفتہ (گجرات)

آج حضورؒ بذریعہ ریل راولپنڈی سے گجرات پہنچے۔ یہ عاجز ہمراہ تھا۔ ڈاکٹر محمد یوسف ایک نجی کام کے سلسلے میں راولپنڈی رک گئے۔ وہ تین چار یوم کے بعد لاہور پہنچ رہے ہیں۔ گاڑی میں سید شریف احمد شاہ صاحب، سے ملاقات ہوئی۔ وہ لاہور جا رہے تھے۔ شاہ صاحب موصوف میرے پرانے دوست اور بجری کے ٹھیکیدار ہیں۔ آج کل بال ڈھیر (ضلع ہری پور ہزارہ) میں عارضی قیام ہے۔ ان کے ہاتھ ڈاکٹر مرزا محمد عبداللہ بیگ صاحب کے نام اس مضمون کا رقعہ تحریر کر کے بھیجا کہ ہم منگل کی شام لاہور پہنچ رہے ہیں۔

۱۳/اپریل ۱۹۵۲ء بروز اتوار (جلال پور جٹاں)

آج صبح حضورؒ گجرات میں شیخ مرید احمد [۵۹] کے ہاں ناشتا کر کے جلال پور جٹاں تشریف لے آئے۔ دونوں مقامات پر ذکر کے حلقے ہوئے۔ شیخ عبدالمجید اور ان کے اہل خانہ ہماری آمد سے بہت خوش ہوئے فرمایا۔ ایک مرتبہ موسم گرما میں ماہ رمضان المبارک کے روزے کے ساتھ اپنے کھیتوں میں ہل چلا رہا تھا کہ غلبۂ تشنگی سے نڈھال ہو گیا اور مسجد میں ستانے کے لیے چلا

آیا۔ پڑھائے ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیری تو آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فرشتے نے نہایت دیدہ زیب برتن میں مجھے ایک خاص قسم کا مشروب پیش کیا۔ میں نے وہ مشروب جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا پیا تو آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد تشنگی کا خفیف سا احساس بھی موجود نہ تھا۔ اس مشروب کی لذت آج بھی میں بھولا نہیں ہوں۔

۱۴/ اپریل ۱۹۵۲ء بروز پیر (جلال پور جٹاں)

آج حضورؒ نے ناشتے سے قبل مراقبہ فرمایا۔ اشراق کے بعد عبدالمجید صاحب کی اہلیہ اور ان کی صاحب زادی کو توجہ دی۔ دونوں کو جذبہ ہو گیا۔ دوپہر کا کھانا حضورؒ نے صوفی عبدالعزیز صاحب کے یہاں کھایا صوفی صاحب موصوف غریب نوازؒ کے خلیفہ اجل مولانا محمد عبدالمالکؒ کے مرید ہیں۔

۱۵/ اپریل ۱۹۵۲ء بروز منگل (گجرات)

آج حضور نے نماز فجر کے بعد درون خانہ حلقہ فرمایا اور ناشتے کے بعد شیخ نجیب احمد کے یہاں گجرات چلے آئے۔ پروگرام کے مطابق حضورؒ کو آج واپس لاہور لوٹنا تھا۔ مگر مقبول احمد صاحب ایس ڈی او بجلی گھر کے اصرار پر ان کے یہاں شب باش ہوئے۔ ایس ڈی او مقبول احمد صاحب حضرت خلیفہ حاجی سراج الدین صاحب (۶۰) کے بھتیجے ہوتے ہیں۔ مقبول احمد صاحب قیام پاکستان سے قبل پٹھان کوٹ میں حضورؒ سے بیعت ہوئے تھے۔ رات کے حلقے میں ان کے محکمہ کے بیش تر ملازمین بھی شریک ہوئے۔

۱۶/ اپریل ۱۹۵۲ء بروز بدھ (گجرات و لاہور)

آج حضورؒ نے نماز فجر کی بعد حلقہ فرمایا۔ مقبول احمد صاحب کو خصوصی توجہ دی تو وہ جاذب ہو گئے۔ ناشتے کے بعد سوا سات بجے کی گاڑی سے عازم لاہور ہوئے۔ ڈاکٹر مرزا محمد عبداللہ بیگ صاحب اپنی گاڑی کے ساتھ اسٹیشن پر موجود تھے۔ یہ عاجز کل حاضر خدمت ہونے کے وعدہ

کر کے اپنے گھر چلا آیا۔

۱۷ اپریل ۱۹۵۲ء بروز جمعرات (لاہور)

وعدہ کے مطابق صبح سات بجے حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ڈاکٹر مرزا محمد عبداللہ بیگ صاحب حضورؒ کو قبرستان میانی صاحب لے گئے۔ وہاں حضورؒ ان کے والد کی قبر پر مراقب ہوئے۔ فرمایا صاحب قبر تنگیٔ قبر کے سخت عذاب میں مبتلا ہے۔ حضورؒ نے بحالت گریہ بارگاہ ایزدی میں دعا کی۔

"یا غفور الرحیم! صاحب قبر اور اس قبرستان کے جملہ پیوستگان خاک کو تنگیٔ قبر کے عذاب میں مبتلا ہیں نجات دے۔"

بوقت دعا حضورؒ پر رقت کا عالم طاری تھا اور ان کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔ حضورؒ نے فرمایا میری موجودگی کے باعث اسے بولنے کی اجازت ملی تو اس نے کہا۔ "میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں میں نماز وروزہ کا پابند نہ تھا۔ ڈاڑھی منڈواتا تھا۔ تمباکو نوشی کرتا تھا۔ اس کے علاوہ شراب خور بھی تھا۔ اس نے اس امر کی بھی شکایت کی کہ میرے بیٹوں نے مجھے کوئی فایدہ نہیں پہنچایا۔ میری اولاد میرے لیے صدقہ وخیرات مطلق نہیں کرتی۔ مرزا عبداللہ بیگ اور مرزا اکرام بیگ (۶۱) نماز تو پڑھتے ہیں۔ مگر عبید اللہ بیگ (۶۲) تو نماز بھی نہیں پڑھتا۔ وہ میری طرف سے بالکل غافل ہے۔ اسے نصیحت فرمائیں۔"

پھر حضورؒ نے فرمایا۔ دوران مراقبہ تین بزرگوں کی ارواح کا ظہور ہوا تھا۔ ایک کا نام تو وہ بھول گئے۔ دوسرے کا نام حضرت شاہ ابوالمعالیؒ اور تیسرے حضرت ابوالحسنؒ تھا۔ یہ تینوں بزرگ مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے فرمایا۔ یہ بزرگ قبرستان کے مردوں کو بخشوانے آیا تھا۔ اس بات پر دوسرے بزرگ حضرت ابوالحسنؒ نے جو بے حد حسین تھے فرمایا۔ اس بڑھاپے اور ضعیفی میں ان کی یہ بڑی ہمت ہے کہ حضور اکرمؐ کی امت کا درد رکھتے ہیں اور زندوں کی بھلائی اور مردوں کی نجات کے لیے بے چین رہتے ہیں۔

یہاں سے فارغ ہو کر حضورؒ قاضی عبدالحق صاحب ایم اے کے یہاں فیروز پور روڈ تشریف لے گئے۔ عصر کے بعد ماسٹر عبدالعزیز صاحب کی دکان پر گئے۔ مگر ماسٹر صاحب موصوف حسب سابق دکان پر موجود نہ تھے۔ مغرب کے بعد ماسٹر صاحب موصوف ڈاکٹر صاحب کے مکان پر حضورؒ کو ملنے آگئے۔ ایک زمانہ تھا کہ حضورؒ ان کے یہاں اکثر قیام فرماتے تھے۔ ماسٹر صاحب موصوف کی حالت ابتدا میں بڑی اچھی تھی۔ آج کل چشتیہ سلسلہ کی طرف مائل ہیں۔ حضرت خواجہ اجمیرؒ کے عرس کا اہتمام اپنے گھر پر کرتے ہیں۔ محفل سماع میں شرکت کی حضورؒ سے کئی بار استدعا کی۔ مگر حضورؒ صرف ایک بار اپنی جماعت کے ساتھ شریک محفل ہوئے وہ محفل سماع چوں کہ بڑی دل چسپ تھی اس لیے جملۂ معترضہ کے طور پر مجملاً رقم کرتا ہوں۔ اس محفل سماع کے میر محفل جالندھر کے ایک رسمی پیر سید نذیر اللہ شاہ (۶۳) تھے۔ ان کے منہ میں پان اور سامنے پیچوان دھرا تھا۔ کچھ لوگ مٹک مٹک کر رقص کے انداز میں قوالوں کے گرد گھوم رہے تھے۔ بیل دینے والے سید نذیر اللہ شاہ صاحب (جو آلتی پالتی مار کر بیٹھے ہوئے تھے) کے گھٹنوں پر نذرانے کی رقم رکھتے تو قوال وہاں سے لپک کر اٹھا لیتے۔ یہ منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ اسے ضبط تحریر میں لاتا خالہ جی کا گھر نہیں۔

حضورؒ اپنی جماعت کے ساتھ جو ان کے دائیں بائیں اور پیچھے بیٹھی ہوئی تھی ایک جانب تشریف فرما تھے اور یہ منظر بادل نخواستہ دیکھ رہے تھی رفتہ رفتہ صوفیوں کو جذبے ہونے لگے۔ جو شدید سے شدید تر ہوتے گئے۔ خود صاحب خانہ ماسٹر عبدالعزیز صاحب کا یہ حال تھا کہ وہ سنبھلتے نہ تھے۔ محفل سماع کا سارا نقشہ بگڑ گیا۔ سامعین متحیر تھے۔ رقاص دبک کر بیٹھ چکے تھے۔ مگر قوالوں کی قوالی تھی کہ تھمنے کا نام نہ لیتی تھی اور نوبت یہاں تک پہنچی کی حضورؒ کے گھٹنوں پر بیلوں کا میلہ لگنا شروع ہو گیا۔ آخر کو اس کیفیت سے آپ گھبرا کر اٹھے اور چلے آئے۔

اب کہ حضورؒ نے ماسٹر صاحب موصوف کو صاف اور واشگاف الفاظ میں کہہ دیا کہ میرا سلسلۂ طریقت نقشبندیہ ہے اور میں نے تمھیں اسی سلسلے میں بیعت کیا تھا۔ مناسب یہی ہے کہ تم سماع سے پرہیز کرو۔ کیوں کہ سماع طریق نقشبندیہ میں روا نہیں ہے۔ اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو میری طرف سے تمھیں صاف جواب ہے اور تم اپنے لئے چشتیہ خاندان کا کوئی پیر تلاش کرو۔

الحمد للہ ماسٹر صاحب موصوف حضورؒ کے فہمائش سے بہت متاثر ہوئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے انھیں تجدید بیعت کی توفیق بھی عطا کی وہ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

۱۸/اپریل ۱۹۵۲ء بروز جمعتہ المبارک (لاہور)

نماز فجر کے بعد حسب معمول حضورؒ نے حلقہ فرمایا۔ پھر ملکہ نور جہاں (۶۴) کے مزار پر تشریف لے گئے۔ حضرت خلیفہ غلام علی صاحب، ڈاکٹر محمد عبداللہ بیگ صاحب اور یہ عاجز حضورؒ کے ہمراہ تھے۔ یہ امر قابل ذکر ہے جب اس سے پیش تر حضورؒ جہانگیر کے مزار پر تشریف لے گئے تھے تو وہیں سے واپس لوٹ آئے تھے۔ حضورؒ ملکہ نور جہاں کی قبر پر مراقب ہوئے تو اس نے اس بات کی شکایت کی اور کہا۔ "اس سے پہلے حضورؒ جہانگیرؒ کے مزار پر تشریف لائے تھے تو مجھے بھول گئے تھے حالاں کہ میری روح آپ کے ساتھ تھی۔ ملکہ نور جہاں نے طنزیہ انداز میں یہ بھی کہا کہ حضورؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس خلیفہ کے مزار پر تشریف لے گئے تھے جو قتل کی چار وارداتوں میں ملوث ہے اور مجھ بے کس کی قبر پر تشریف لانے کی زحمت گوارا نہ کی"۔

حضورؒ نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ "میں دور کا مسافر ہوں اور بوڑھا ہو چکا ہوں اس لیے اب آنے جانے کی پابندیوں کا متحمل نہیں ہو سکتا"۔ نور جہاں نے اس عاجز اور ڈاکٹر صاحب موصوف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ میں جانتی ہوں کہ آپ ضعیف اور مجبور ہیں۔ مگر یہ مرزے (مرزا کی جمع) تو مجبور نہیں ہیں۔ یہ تو لاہور ہی میں رہتے ہیں پھر اس نے باصرار کہا۔ محمد امجد تو مجبور نہیں ہے۔ اس کی لاہور میں موجودگی سے میں یہی سمجھتی ہوں کہ آپ لاہور میں موجود ہیں۔ آپ اسے حکم دیں مہینے میں کم از کم ایک بار یہ میری قبر پر ضرور آیا کرے۔ اہل ذکر کی آمد سے اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔"

اس کے بعد حضورؒ نے فرمایا۔ مراقبہ کے دوران یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے قبر کے اندر نور کی ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے اور فرمایا ملکہ نور جہاں بے حد حسین ہے۔ جب اس نے نقاب الٹی تو میں نے شرم سے آنکھیں جھکا لیں۔

۱۹/اپریل ۱۹۵۲ء بروز ہفتہ (لاہور)

آج حضورؒ نماز فجر کے بعد ایمپریس پارک (بی بی پاک دامن) تشریف لے آئے۔ یہاں عزیزہ مجیدہ بیگم (۶۵) نے آپ کے ناشتے کا اہتمام کیا تھا۔ یہاں سے فارغ ہوئے تو سیدھے حضرت میاں میرؒ کے مزار پر پہنچے اور مراقب ہوئے۔

حضرت میاں میرؒ حضورؒ اور ان کے رفقاء کی آمد سے بہت مسرور ہوئے۔ آپ نے فرمایا میں نے کئی ایک بزرگان دین کے مزارات پر چلہ کشی کی ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے حضرت شیر شاہ جلالی (اچ شریف) اور حضرت محکم الدین سیرانی (سمہ سٹہ) کے نام بھی لئے اور فرمایا مجھے شہر کے ہنگاموں سے سخت نفرت تھی۔ اس لئے شہر سے باہر اس جگہ کو جہاں اب میرا مزار ہے۔ میں نے رہائش کے لیے پسند کیا تھا۔ جب لوگوں کا رجوع ہوا تو میں نے لنگر جاری کیا۔

آخر میں حضرت میاں میرؒ نے حضورؒ سے فرمایا۔ "مجھے توجہ دیں"۔ حضورؒ نے عرض کیا۔ میں مہمان ہوں آپ میزبان ہیں۔ آپ توجہ فرمائیں پھر آپ نے نظری توجہ فرمائی۔ حضورؒ فرماتے ہیں کہ حضور میاں میرؒ کی توجہ اس قدر آتش اثر تھی کہ اب تک میرے سینے میں جلن محسوس ہو رہی ہے۔

۲۰/اپریل ۱۹۵۲ء بروز اتوار (لاہور)

آج پھر حضورؒ حضرت میاں میرؒ کے مزار پر مراقب ہوئے۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر فرمایا۔ حضرت میاں میرؒ سب کو سلام کہتے ہیں۔ حضورؒ کے ساتھ حضرت خلیفہ غلام علی صاحب، ڈاکٹر محمد عبداللہ بیگ صاحب، عزیز البصیر صاحب، حافظ عبدالعزیز صاحب (۶۶)، ان کے ایک دوست اور یہ عاجز تھے۔

حضور میاں میرؒ نے فرمایا کہ آپ کی جماعت کے سینے ذکر الٰہی سے منور ہیں۔ انھیں مراقبہ احدیت تلقین کریں۔ حضورؒ نے اس امر کے لیے اس عاجز کو حکم دیا تو اس نے حاضرین کو مراقبہ احدیت کی نیت اور طریقہ بتایا۔

آخر میں حضرت میاں میرؒ نے فرمایا کہ ہم اعلاء کلمتہ الحق میں بادشاہوں سے بھی مرعوب نیں ہوتے تھے۔ آپ اتنا تو کریں وہ شخص جو میری گدّی سنبھالے بیٹھا ہے اس سے کہیں کہ اپنی مونچھیں کٹوادے اور حقہ نوشی ترک کردے۔ مزار کی چار دیواری کے اندر جب وہ حقہ نوشی کرتا ہے تو اس کی بدبو سے میں چکرا جاتا ہوں۔

حضورؒ نے حضرت میاں میرؒ کے سجادہ نشین کو جب ان کا پیغام دینے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ گاؤں سے ابھی نہیں آیا۔ جو شخص اس وقت وہاں موجود تھا اسے حضرت میاں میرؒ کا پیغام دے کر ہم واپس لوٹ آئے۔

عصر کے بعد برادرم مولوی محمد طفیل ناصری صاحب حضورؒ کو اپنے ہمراہ اچھرہ لے گئے۔

۲۱/اپریل ۱۹۵۲ء بروز پیر (لاہور)

حضورؒ نے شب گذشتہ اچھرہ میں بسر کی۔ آج صبح دس بجے اچھرہ سے واپس لوٹے۔ اس عاجز کے ایک دیرینہ دوست شیخ مظہر الحق شامی ایڈوکیٹ سکنہ ۴۴/سی ماڈل کالونی لاہور کو حضورؒ سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا۔ ان کے والدین حضورؒ ہی سے بیعت تھے۔ آپ ظہر سے قبل آئے اور حضورؒ کو اپنے یہاں مدعو کر کے چلے گئے۔ پھر عصر کے وقت حضورؒ کو اپنے ہمراہ ماڈل ٹاؤن لے گئے۔ حضرت خلیفہ غلام علی صاحب، مرزا عبدالجبار بیگ اور یہ عاجز ہمراہ تھا۔ نماز عشاء کے بعد ان کو اور ان کے اہل خانہ کو حلقۂ ذکر میں بیٹھا کر حضورؒ نے توجہ دی۔ شیخ مظہر الحق شامی بہت متاثر ہوئے۔ رات یہیں بسر کی۔

۲۲/اپریل ۱۹۵۲ء بروز منگل (لاہور)

نماز فجر کے بعد شیخ صاحب موصوف اور ان کے ایک دوست محمد انوار صاحب نے حضورؒ سے بیعت کی۔ حلقۂ ذکر ہوا۔

ناشتا سے فارغ ہوئے تو شیخ صاحب موصوف حضورؒ کو اپنے والد کی قبر (میانی صاحب) پر لے گئے۔ مراقبہ کے بعد حضورؒ نے فرمایا شیخ ایزد بخش تحصیلدار نے کہا ہے مجھے دفن کر کے جب

میری عزیز و اقارب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے تو منکر نکیر آگئے۔ انھوں نے آتے ہی پوچھا تمھارا رب کون ہے ؟ میں سہم گیا اور میری زبان بند ہو گئی۔ اتنے میں حضورؒ کی آواز میرے کان میں پڑی۔ یہ کیوں نہیں کہتا میرا رب وہ ہے جو وحدہ' لاشریک ہے۔ اس کے بعد منکر نکیر رخصت ہو گئے"۔

اس نے یہ بھی کہا۔ "میری قبر بہت تنگ تھی۔ گزشتہ رات (جب آپ میرے بیٹے مظہر الحق کے مہمان تھے) میری قبر کچھ کشادہ ہو گئی۔ صبح مظہر الحق نے آپ سے بیعت کی تو میری قبر میں مزید کشادگی واقع ہوئی۔ اب آپ کے آنے سے میری قبر بالکل کشادہ ہے۔ آپ دعا فرمائیں میری قبر کی کشادگی دائمی ہو"۔ اس نے کہا۔ "میں نماز کا پابند نہ تھا۔ ایام ملازمت میں راشی تھا۔ زکوٰۃ نہ دیتا تھا۔ بینک میں جمع شدہ سرمایہ پر سود لیتا تھا۔ جس کی سزا مجھے مل رہی ہے"۔ اس نے کہا۔ "آپ میری اولاد کو سختی سے راہ راست پر لائیں انھیں کہیں قبر سخت آزمائش کی جگہ ہے۔ سفر آخرت کے لیے زاد راہ جمع کرو اور بینک کا سود ہرگز نہ کھاؤ"۔ حضورؒ اٹھنے لگے تو اس نے التجا کی۔ "خدارا چندے اور قیام فرمائیں۔ آپ کی موجودگی سے میں انتہائی سکون کے عالم میں ہوں"۔ اور کہا۔ "پیر ہو تو ایسا ہو جو مرنے کے بعد بھی مریدوں کا خیال رکھے"۔

جب رخصت ہونے لگے تو شیخ ایزد بخش مرحوم کی بیوی (جس کی قبر اس کے شوہر کے سرہانے واقع ہے) کی روح بھی آگئی اور اس نے درخواست کی۔ "میری قبر پر بھی آکر فاتحہ کہیں۔ میرا میاں تو صرف آپ کی دعوت کرتا تھا۔ آپ کا کھانا تو میں ہاتھوں سے پکایا کرتی تھی"۔ حضورؒ نے اس کی قبر پر بھی فاتحہ کہی۔

یہاں سے فراغت پائی تو شیخ مظہر الحق صاحب حضورؒ کو اپنی گاڑی میں ڈاکٹر محمد عبداللہ بیگ کے یہاں چھوڑ گئے۔

آج دوپہر کا کھانا چودھری مہر دین صاحب ٹھیکیدار کے یہاں تھا۔ چوہدری صاحب موصوف حضرت خلیفہ حاجی سراج الدین صاحب کے بھائی اور مقبول احمد صاحب ایس ڈی او بجلی گھر گجرات کے والد ہیں۔ چوہدری صاحب موصوف کے یہاں حضرت خلیفہ حاجی سراج الدین صاحب کے بھائی اور مقبول احمد صاحب اور یہ عاجز بھی گیا۔ نماز ظہر یہیں ادا کی چوہدری مہر دین صاحب کے چھوٹے صاحب زادے نے حضورؒ سے بیعت کی۔

عصر کے بعد حضورؒ واپس لوٹ آئے۔ مغرب کے قریب شیخ مظہر الحق صاحب کے بھانجے شیخ اکرام الحق شامی حاضر خدمت ہوئے اور اپنی بیوی کو توجہ دلوانے کی گذارش کی۔ حضورؒ کل صبح ان کے یہاں جانے پر رضامند ہو گئے۔ یہ عاجز کل صبح حاضر خدمت ہونے کا وعدہ کر کے اپنے گھر لوٹ آیا۔

۲۳/ اپریل ۱۹۵۲ء بروز بدھ (لاہور)

یہ عاجز وعدہ کے مطابق علی الصبح حضورؒ کو لینے آئے اور انھیں اپنے ساتھ شیخ اکرام الحق شامی صاحب کے گھر (شام نگر) لے گئے۔ حضرت خلیفہ غلام علی صاحب اور یہ عاجز بھی ہمراہ تھا۔

حضورؒ نے مریضہ کو توجہ سلب دی۔ نمک اور پانی بھی پڑھ کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔

"مریضہ آسیب زدہ ہے"۔

۲۴/ اپریل ۱۹۵۲ء بروز جمعرات (لاہور)

آج حضورؒ وعدہ کے مطابق علی الصبح شیخ اکرام الحق شامی صاحب کی بیوی کو توجہ دینے شام نگر تشریف لے گئے۔ یہاں سے فارغ ہوے تو اچھرہ پہنچے۔ ناشتا حضرت خلیفہ محمد اسلم قریشی صاحب کے یہاں تھا۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ بیگ صاحب، حضرت خلیفہ شاہ محمد صاحب، حضرت خلیفہ غلام علی صاحب اور یہ عاجز بھی ساتھ تھا۔

شام کو حضورؒ شیخ مظہر الحق شامی صاحب کے یہاں ماڈل ٹاؤن چلے گئے رات یہیں بسر کی۔

اچھرہ اور ماڈل ٹاؤن دونوں مقامات پر ذکر کے حلقے ہوئے۔

۲۵/ اپریل ۱۹۵۲ء بروز جمعتہ المبارک (لاہور)

آج نماز فجر سے فارغ ہو کر حضورؒ نے حلقہ فرمایا۔ پھر شیخ مظہر الحق شامی صاحب حضورؒ کو دوسری بار اپنے والد کی قبر پر لے گئے۔ حضورؒ مراقب ہوئے تو صاحب قبر نے ان کی آمد کا

شکریہ ادا کیا اور کہا۔ "میں بالکل مطمئن ہوں حضورؒ اس قبرستان کے عذاب زدوں کو نجات دلانے کی سعی فرمائیں۔ مجھے یقین ہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی دعاؤں سے ان کی مشکلیں آسان کر دیں گے۔ حضورؒ نے فرمایا۔ "پہلی بار جب میں یہاں آیا تھا تو تم نے اپنے لیے کہا تھا۔ دوسری بار آیا ہوں تو تمام قبرستان کے لیے کہہ رہے ہو۔ تیسری بار آؤں گا تو ساری دنیا کو نجات دلانے کے لیے کہو گے"۔

حضورؒ کے یہ کلمات سن کر اس نے چپ سادھ لی۔ ماڈل ٹاؤن سے روانگی کے وقت شیخ مظہر الحق صاحب نےحضورؒ کی خدمت میں موتیا کی چند کلیاں اور کچھ گلاب کے پھول پیش کئے تھے۔ حضورؒ نے ان کلیوں اور پھولوں کو شیخ ایزد بخش کی قبر پر بکھیر دیا۔ حضورؒ اس کی بیوی کی طرف متوجہ ہوئے تو صاحبۂ قبر نے عرض کی۔ "آپ نے سارے پھول میرے شوہر کی قبر پر چڑھا دیے۔ کیا اس میں میرا کوئی حصہ نہ تھا"۔

حضورؒ نے شیخ ایزد بخش کی قبر سے دو پھول اٹھا کر اس کی بیوی کی قبر پر رکھ دیے۔

۲۶/اپریل ۱۹۵۲ء بروز ہفتہ (لاہور)

آج حضورؒ نے نماز فجر کے بعد حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضری دی پھر ملکہ نور جہاں اور جہانگیرؒ کے مزارات پر تشریف لے گئے۔ اس سے پیش تر جب حضورؒ ملکہ نور جہاں کی قبر پر مراقب ہوئے تھے تو اس نے جہانگیرؒ کو قتل کی چار وارداتوں کا ذمہ دار ٹھہرایا تھا۔ حضورؒ اس امر کی وضاحت چاہی تو ملکہ نور جہاں نے کہا۔

"جہانگیر کا پہلا مقتول اس کا ایک مصاحب تھا۔ جو اس کی گولی کا نشانہ بنا۔ یہ سانحہ اس طرح رونما ہوا۔ ایک دن جہانگیر اپنے مصاحبوں کے ہمراہ شکار کو گیا۔ بہنگام شکار جہانگیرؒ ایک ہرن پر گولی چلانے ہی والا تھا کہ ایک مصاحب نے اس ہرن پر گولی چلادی۔ مصاحب کی یہ حرکت جہانگیرؒ کو سخت ناگواری گذری اس نے غضب ناک ہو کر اس مصاحب پر بندوق داغ دی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کا دوسرا قتل ایک خاکروب تھا۔ یہ خاکروب کاہل اور کام چور تھا۔ جہانگیرؒ کی سرزنش پر اس نے گستاخانہ انداز میں جب یہ کہا کہ آپ اپنا کوئی اور انتظام کر کے مجھے فارغ کر دیں۔ تو جہانگیر نے طیش میں آکر اسے قتل کروادیا۔ اس کا تیسرا مقتول اس کے باپ کا ایک مصاحب تھا۔ جس نے اس کے باپ کو دین اسلام سے گمراہ کر کے دین الٰہی کی طرف راغب کیا تھا۔ اس کا چوتھا مقتول میرا شوہر تھا۔ یہ مشہور واقعہ ہے۔

یہاں جملۂ معترضہ کے طور پر یہ بھی عرض کر دوں کہ اس سے قبل جب ایک مرتبہ حضورؒ ملکہ نور جہاں کے مزار پر مراقب ہوئے تھے تو اس نے کہا تھا۔

> میں ایام بیوگی میں جہانگیر کے محل میں پہنچی تو اس کی جانب سے شادی کے پیغام آتے مگر میں ان پر کان نہ دھرتی۔ اس طرح سات سال کی طویل مدت گزر گئی۔ اس عرصہ میں میں ذہنی کرب اور تنہائی کے احساس میں مبتلا رہی۔ پایان کار اس کے مصاحبوں نے سمجھایا بجھایا تو میں

نے اپنا عندیہ بدلا۔ جہانگیر کو مجھ سے بے پناہ پیار تھا۔ مگر مین اپنے پہلے شوہر کی محبت کو بھلا نہ سکی۔ رفتہ رفتہ اس کے پیار میں بھی کمی واقع ہو گئی .... جہانگیر کی وفات کے بعد مجھے لاہور مین تخت دہلی کی طرف سے اچھا خاصا وظیفہ ملتا تھا۔ جسے میں غربا میں بانٹ دیتی۔ میں نے اپنے آخری ایام بڑی ناگفتہ بہ کسمپرسی میں گزارے۔ بدن سے جان نکلی تو سکون نصیب ہوا۔

حضور نے آج شام حضرت میاں میرؒ ؟ کے مزار پر الوداعی حاضری دی۔

۲۷/اپریل ۱۹۵۲ء بروز اتوار (لاہور)

حضور نماز فجر اور مراقبہ سے فارغ ہو کر غلام یاسین کی والدہ کے یہاں محمد نگر تشریف لے گئے۔ وہ بہت دنوں سے مصر تھی۔ دوپہر کے کھانے میں اس نے پالک کے ثابت پتوں میں مچھلی پکا کر کھلائی۔ حضور امام الہند حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی طرح مچھلی کھانے کے شائق تھے۔ آپ کی لاہور میں ایک مریدہ بھی تھی جسے آپ مچھلی والی مریدنی کہہ کر پکارتے۔ حضرت تبلیغی دورے پر لاہور تشریف لاتے تو یہ ایک مرتبہ مچھلی کی دعوت ضرور کرتی۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے۔

آج حضورؒ کوئٹہ پسینجر میں سوار ہو کر مراجعت فرمائے مطیع پور تشریف (☆۱) ہوئے۔ یہ عاجز بھی ہمراہ تھا۔

۲۸/اپریل ۱۹۵۲ء بروز پیر (مبارک پور (۶۷) / مطیع پور)

راستے میں لودھراں اسٹیشن پر ننھے میاں ملے جو ہمارے ساتھ سمہ سٹہ اسٹیشن تک آئے۔ گاڑی مبارک پور کے اسٹیشن پر پہنچی تو وہاں مخدودم زادہ محمد عارف صاحب (۶۸) بار برداری کے اونٹ کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ نماز ظہر سے قبل ہم مطیع پور شریف پہنچ گئے۔

۲؍ مئی ۱۹۵۲ء

حضورؒ منہ اندھیرے مسکین پور شریف کے سالانہ تبلیغی اجتماع (۷۰) میں شرکت کی غرض سے مطیع پور شریف سے روانہ ہوئے۔ یہ سفر اونٹوں کے ذریعے طے کیا۔ حضرت خلیفہ غلام علی صاحب، مولوی عبدالکریم صاحب (۷۱)، مولوی عبدالشکور صاحب (۷۲)، مولوی عبداللطیف صاحب، مولوی محمد رمضان صاحب (۷۳)، ان کی اہلیہ (۷۴) اور یہ عاجز ہمراہ تھا۔ مطیع پور شریف اور مسکین پور شریف، درمیانی فاصلہ چالیس کہنہ میل کے لگ بھگ ہوگا۔

نماز مغرب حضرت مسکین پور شریف سے چار پانچ میل ورے ایک مقام پر ادا کی۔ مسلسل سفر نے حضورؒ کو تھکا دیا تھا۔ اس لیے یہیں ڈیرا کیا۔

۳؍ مئی ۱۹۵۲ء

نماز فجر کے بعد باقی ماندہ سفر پر روانہ ہوئے اور سات بجے کے قریب مسکین پور شریف پہنچ گئے۔

نماز ظہر سے قبل شیخ عبدالمجید صاحب اور اس کی اہلیہ جلال پور پیر والا چٹاں سے اور صوفی عزیزالبصیر صاحب لاہور سے تشریف لے آئے۔

۴ر مئی ۱۹۵۲ء (مسکین پور)

مسکین پور شریف میں سالانہ اجتماع کی تقریبات آج صبح آٹھ بجے ختم ہو گئیں۔

حضورؒ کی صحبت سے ایک عرصہ تک فیض یاب ہونے کے بعد یہ عاجز ان سے جدا ہو کر صوفی عزیزالبصیر اور شیخ عبدالمجید صاحب کی معیت میں بذریعہ بس مظفر گڈھ پہنچا۔ مظفر گڈھ سے ملتان کے لیے ریل کار تین بجے کے قریب ملی، پھر ملتان سے ساڑھے آٹھ بجے ریل گاڑی میں سوار ہوئے اور صبح سوا چھ بجے لاہور پہنچے۔

۵ر مئی ۱۹۵۲ء

صوفی عزیزالبصیر صاحب نے تو لاہور پہنچ کر اپنے گھر کی راہ لی۔ شیخ عبدالمجید صاحب نے شب گزشتہ اس عاجز کے یہاں بسر کی آج پونے بارہ بجے وہ بھی جلال پور جٹاں روانہ ہو گئے۔

یہ عاجز ڈاکٹر محمد عبداللہ بیگ اور ڈاکٹر محمد یوسف صاحب سے ملاقی ہوا۔ حکیم محمد انور صاحب کے مطب پر بھی گیا۔ مگر ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔

سفر کراچی

غالباً اس حسن اتفاق کا تعلق ۵۲۔۱۹۵۱ء سے ہے۔ ایک مرتبہ اس عاجز کو ایک نجی کام کے سلسلے میں کراچی جانے کا اتفاق ہوا۔ برادرِ بزرگ ان دنوں وفاقی حکومت کی صدارت امور کشمیر سے منسلک تھے اور جٹ لینڈ لائنز میں رہتے تھے۔ جٹ لینڈ لائنز ان دنوں صدر کے علاقے میں فوجی قسم کے کوارٹروں کی ایک بستی تھی۔ ہفتہ عشرہ کے بعد کراچی سے لاہور، رخت سفر باندھا تو سمہ سٹہ کے اسٹیشن پر اتر کر مطیع پور شریف حاضری دی۔ سمہ سٹہ سے مطیع پور شریف کی مسافت اگرچہ پندرہ سولہ کہنہ میل تھی اور یہ مسافت پاپیادہ طے کرنا پڑتی تھی۔ مگر حضورؒ کی مقناطیسی کشش کے باعث اس عاجز کے لیے یہ ناممکن تھا کہ وہ راستے میں حضورؒ کی زیارت کیے بغیر سیدھا لاہور چلا آتا۔ حضورؒ اس عاجز کی اچانک آمد سے بہت خوش ہوئے؟۔

اس مختصر سے قیام کے دوران حضورؒ نے بے حد شفقت فرمائی نماز فجر کے بعد مسجد میں مراقبہ ہوتا تھا۔ آپ اس عاجز کو توجہ دے کر درون خانہ تشریف لے جاتے۔ پھر گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے بعد تشریف لاتے تو مجھے صفِ مسجد پر دراز دیکھ کر مسکراتے۔ آپ کی مسکراہٹ استفہامیہ نوعیت کی ہوتی۔ ایک دن میں نے پوچھ ہی لیا کہ حضورؒ ایامِ سکوں میں کس قدر مراقبہ فرمایا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا۔ "ابتدائے سکوں میں میرا یہ معمول تھا کہ نماز عشا کے بعد مراقبہ کرتا اور اور نماز فجر کی اذان ہوتی تو مراقبہ کھول دیتا۔" میں نے عرض کی ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ایک دن میں نے عرض کی ''حضورؒ کے آستانے پر بھوک اور نیند کا غلبہ بڑھا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ مہمانوں کی طرح یہاں پڑا ہوں۔ آپ کے کسی کام میں ہاتھ بھی نہیں بٹا سکتا جس کے باعث شرمندہ ہوں۔'' آپ نے فرمایا۔ ''شیخ کے مقام پر بھوک اور نیند کا غلبہ مبارک ہے تمھارا شہری آسایشوں کو خیر باد کہہ کر اس دور افتادہ مقام پر آنا یہ کوئی کم ہمت کا کام ہے۔'' میں نے پھر عرض کی ''مسکین پور کے قیام کے دوران حضورؒ کیا کیا کرتے تھے؟'' آپ نے فرمایا ''جب ذکر و فکر کے اجتماعوں سے مجھے فرصت حاصل ہوتی تو میں لنگر سے کلہاڑی اٹھا کر لنگر کے لیے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا۔ رات بھر بیلوں کی جگہ جت کر خراس چلاتا۔ کنوئیں سے پانی پینے کے گھڑے بھر کر لاتا۔'' میں نے عرض کی ''حضورؒ یہ تو آپ ہی کا حصہ ہے۔ ہم آرام طلب یہ کام کیوں کر کر سکتے ہیں۔''

ہفتہ بھر کے بعد برادر بزرگ کا مجھے کراچی سے ایک خط موصول ہوا حالاں کہ میں نے کراچی سے روانگی کے وقت ان سے یہ ذکر نہیں کیا تھا کہ میں مطیع پور شریف میں رکوں گا۔ برادر بزرگ بڑے زیرک تھے انھوں نے قیاساً یہ سمجھ لیا تھا کہ میں مطیع پور شریف میں ضرور رکوں گا۔ اس مکتوب میں حضورؒ کو کراچی کی دعوت دی گئی تھی۔ اس سے قبل حضورؒ کو کراچی جانے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ اس کے ساتھ برادرِ بزرگ کی دل شکنی بھی منظور نہ تھی، اس لیے آپ نے کراچی کی دعوت منظور کر لی۔

کراچی کے سفر میں بھی یہ عاجز حضورؒ کا ہم سفر تھا۔ کراچی پہنچ کر جونہی برادرِ بزرگ کے گھر پر قدم رکھا تو عجیب سماں دیکھنے میں آیا کہ برادرِ بزرگ مظفر آباد (آزاد کشمیر) کا دورہ کرنے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ انھیں وزارت امور کشمیر کی جانب سے اچانک یہ ہدایت موصول ہوئی تھی۔ وہ کھڑے پاؤں ہم سے رخصت ہو گئے۔

برادرِ بزرگ کے کوارٹر کے پاس ہی ایک خوب صورت سی مسجد تھی۔ نماز پنج گانہ ہم یہیں ادا کرتے۔ اس مسجد کے امام ضلع ہری پور ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے بیان کے مطابق وہ مولانا احتشام الحق تھانوی کے ہم سبق تھے۔ بڑے ملنسار اور محبت والے تھے۔ حضورؒ اکثر نماز ظہر کے بعد مسجد ہی میں آرام فرماتے، نماز عصر کے بعد واپس آتے۔

ایک مرتبہ موذن مسجد اذان کے وقت موجود نہ تھا تو مجھے اذان دینا پڑی۔ امام مسجد کو میری اذان بہت پسند آئی۔ اس کے بعد موذن کی موجودگی میں بھی اکثر یہ فریضہ مجھے سونپا جاتا۔

ایک مرتبہ حضورؒ نماز ظہر کے بعد تلاوتِ قرآن میں مصروف تھے۔ ان کے سامنے ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا۔ حضورؒ اچانک اس کے پاس گئے اور پوچھا۔ "تمھیں قرآن پڑھنا آتا تھا۔" اس نے نفی میں جواب دیا۔ حضورؒ نے پھر پوچھا۔ "پھر تم قرآن پاک کو کھول کر اس کے صفحوں کو کیوں الٹتے ہو؟" اس نے کہا۔ "اگرچہ میں ان پڑھ ہوں مگر مجھے قرآن پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ میں قرآن پاک کے لفظوں کو نظر بھر کر دیکھ لیتا ہوں۔ اسی طرح میں اپنے شوق کی تکمیل کرتا ہوں۔" حضورؒ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "شاید کہ اللہ تبارک تعالیٰ اسے قاریوں سے بھی زیادہ قرآن خوانی کا ثواب عطا کرے۔"

ایک مرتبہ ایک نیکوکار شخص نے جو مسجد میں باقاعدگی کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتا تھا۔ اس طرح عرض کی۔ "حضورؒ میں سخت قسم کی آزمائش میں مبتلا ہوں۔ دن کا چین اور رات کا سکون غارت ہو چکا ہے۔ کہیں سے امید کی کرن نظر نہیں آتی۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیں۔ میری ایک نوجوان لڑکی ہے۔ جس کے کمر کے مہروں میں شدید قسم کا زخم ہے جو مندمل ہونے کا نام نہیں لیتا۔ آپریشن سے ہلاکت کا خطرہ ہے۔ تنخواہ علاج معالجے پر اٹھ جاتی ہے۔ قرض کے بوجھ کے نیچے دبا ہوا ہوں۔" (الیٰ آخرہ) اس کی ساری باتیں سن کر حضورؒ نے فرمایا۔ "مجھے تھوڑی سی گل ارمنی (٥٥) لادو، میں اس پر پڑھوں گا۔ اس کی لیپ مریضہ کی کمر پر اس جگہ لگانا جس کے نیچے زخم ہے۔" اس نے ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن حضورؒ نے مریضہ کا حال پوچھا تو اس نے کہا۔ "وہ بفضل تعالیٰ بالکل ٹھیک ہے۔ ایک ہی مرتبہ لیپ لگانے سے وہ چلنے پھرنے لگ گئی ہے اور ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے اسے کوئی تکلیف ہی نہیں تھی۔" حضورؒ کو اس نے اپنے گھر مدعو کیا تو آپ نے وہاں حلقہ بھی فرمایا۔

اس عرصہ میں رمضان المبارک کے ساتھ برادرِ بزرگ بھی واپس تشریف لے آئے۔ ہم نے قرآن پاک اسی مسجد میں سنا۔ حافظ قرآن خواں ایک خوش الحان قاری اور وفاقی حکومت کے کسی شعبے میں افسرِ اعلیٰ بھی تھے۔ تراویح پڑھا کر جس قدر قرآن سناتے اس کا مطلب بھی بیان کرتے۔

حضورؒ کو ان کی قرأت اور یہ قاعدہ بہت پسند آیا۔

عصر کے بعد مرزا اجمل بیگ (۷۸) کوارٹر کے عقب میں چھڑکاؤ کر کے کرسیاں بچھا دیتے۔ حضورؒ غروب آفتاب تک یہاں بیٹھتے اور ہم حضورؒ کے انمول پند و نصائح سے مستفید ہوتے۔ ایک دن جب کہ معمول کے مطابق ہم یہاں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص ہمارے پاس آ کر رکا اور اس نے حضورؒ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "آپ بزرگ معلوم ہوتے ہیں اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔" حضورؒ نے فرمایا۔ "فرمائیں۔" اس نے کہا۔ "اس کی جواں سال لڑکی آسیب زدہ ہے۔ شہر کا کوئی عامل نہیں چھوڑا کسی کا دم جھاڑ اکارگر نہیں ہوا۔ نجانے آپ کو دیکھ کر کیوں امید بندھی ہے۔" حضورؒ نے پوچھا۔ "کہاں رہتے ہو؟" اس نے کہا۔ "یہاں سے کوئی ڈیڑھ دو فرلانگ کے فاصلے پر میرا مکان ہے۔" حضورؒ نے کہا کل مجھے دس بجے کے قریب اپنے گھر لے چلو گے۔" اس نے اثبات میں جواب دیا۔

دوسرے دن وہ حضورؒ کو وقت مقررہ پر اپنے گھر لے گیا۔ لڑکی واقعی آسیب زدہ تھی۔ حضورؒ نے اسے دم کیا۔ آسیب نے اسی وقت رہ فرار اختیار کی اور لڑکی کے ہوش جمع ہو گئے۔ لڑکی کے والد نے حضورؒ کے پاؤں پکڑ لیے اور شام کی افطاری کے لیے مجبور کیا۔ حضورؒ نے ہر چند انکار کیا مگر اس کا شدید اصرار آپ کے انکار پر غالب آ گیا۔ شام کو پھر وہ اپنے ساتھ حضورؒ کو گھر لے گیا۔ حضورؒ نے مردانے میں نمازِ مغرب ادا کی اور زنانے میں حلقہ فرمایا۔ حلقے میں دو لڑکیاں متاثر ہونے لگیں تو وہ اٹھ کر بھاگ گئیں۔ حلقے کے بعد صاحب خانہ نے حضورؒ سے بیعت ہونے کی استدعا کی تو حضورؒ نے فرمایا:

> "میں کراچی (۷۹) میں پہلی بار آیا ہوں۔ دوسری بار شاید نہ آسکوں مناسب یہی ہے کہ آپ کسی مقامی شیخ کا انتخاب کریں تاکہ آپ کا شیخ سے رابطہ قائم رہے۔ رابطے کے بغیر پیری مریدی محض ایک رسم ہے۔"

صاحب خانہ نے بڑی عاجزی کے ساتھ بھرائی ہوئی آواز میں عرض کی:

> "حضورؒ! اب یہ ہمارے لیے ناممکن ہے کہ آپ کو چھوڑ کر کسی دوسرے شیخ

سے بیعت ہوں۔ آپ سے دوبارہ ملاقات ہو یا نہ ہو ہم آپ کو نہ بھلا سکیں گے۔ آپ نے ہم پر جو احسان فرمایا ہے ہماری بساط ہی کیا ہے کہ اس کا بدلہ چکا سکیں۔ اگر آپ نے ہمیں اپنے حلقۂ ارادت میں شامل نہ کیا جب بھی ہم آپ ہی کو اپنا پیشوا سمجھیں گے۔"

جب اس کا اصرار حد سے زیادہ بڑھ گیا تو حضورؒ نے اسے اور اس کے سارے گھرانے کو بیعت کیا۔ اس کے بعد جب تک حضورؒ کراچی میں رہے ان کے یہاں آنا جانا رہا۔

ایک دن پیر منگا کے مزار پر مراقب ہوئے تو فرمایا۔ "منگھوپیرا اپنے زمانے کے ابدالوں میں سے ایک ابدال تھے۔" انھوں نے مزار سے باہر آکر مجھے خوش آمدید کہا اور وہ میری آمد سے بہت خوش تھے۔

حضورؒ منگھوپیر کے عقبی تالاب میں چھوٹے چھوٹے مگرمچھ دیکھ کر بڑے متعجب ہوئے۔ جنھیں عرفِ عام میں منگھوپیر کی جوئیں کہتے ہیں۔

ایک دن منوڑہ اور چڑیا گھر (۸۰) کی سیر کی۔ ایک دن کلفٹن تشریف لے گئے تو ساحل سمندر کی لہروں کو تاحدِ نظر بڑی حسرت سے تکتے رہے۔

حضورؒ کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ کبھی کبھی ان کی شفقت کا سہارا لے کر یہ عاجز ان سے بے تکلف بھی ہو جاتا تو آپ محظوظ ہوتے۔ ایک دن نماز عصر کے بعد معمول کے مطابق حضورؒ برادرِ بزرگ کے کوارٹر کے عقب میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے قرآن کھولا تو فرمایا۔ "ختم قرآن میں پانچ سپارے باقی رہ گئے ہیں۔ اس عاجز نے حضورؒ کا یہ جملہ سن کر عرض کی "اگر حضورؒ افطار سے قبل قرآن پاک ختم کر لیں تو میں آپ کو ایک پاؤ انگور کھلاؤں گا۔" آپ اسی وقت تلاوتِ قرآن پاک میں مشغول ہو گئے اور افطار سے قبل قرآن پاک ختم کر کے یوں مخاطب ہوئے۔ "جلدی انگور لاؤ۔"

ان دنوں حضرت خلیفہ محمد اختر بیگ صاحب (۸۱) کوئٹہ کی فوجی چھاؤنی میں اینٹی ملیریا اسسٹنٹ تھے۔ آپ کو کراچی میں حضورؒ کی موجودگی کا علم ہو چکا تھا۔ آپ نے حضورؒ کو ایک مکتوب کے ذریعے کوئٹہ مدعو کیا تو حضورؒ نے ان کی دعوت قبول کر لی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ماہِ رمضان المبارک اپنی تمام تر رحمتیں اور برکتیں بکھیرتا ہوا ہم سے رخصت ہوا تو حضورؒ نے کوئٹہ جانے کی ٹھان لی۔ برادرِ بزرگ نے ضروری سامان سفر کے ساتھ حضورؒ کو رخصت کیا۔

سفر کوئٹہ

کوئٹہ کے سفر میں بھی اس کو حضورؒ کی ہم سفری کا شرف حاصل تھا۔ کوئٹہ کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو بھائی محمد اختر بیگ کو وہاں موجود پایا۔ وہ حضورؒ کو کوئٹہ میں دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے۔ گھر پہنچ کر اس بات کا انکشاف ہوا کہ ان کے بال بچے لاہور جا چکے ہیں۔ خالی گھر خالی خالی محسوس ہوا۔ یہ عاجز طباخی کے فن سے نابلد تھا۔ پھر بھی "قرعۂ فال بنامِ دیوانہ فن زدند۔" کی ضرب المثل مجھ پر ٹھیک آئی۔ دوسرے دن چاشت کے قریب حضورؒ سے پوچھا۔ "کیا کھائیے گا؟" فرمایا۔ "جو چیز آپ کو پسند ہو۔" میں بازار گیا اور بکرے کی سری (سر) لے کر پلٹ آیا۔ اللہ کا نام لے کر اسے چولھے پر دھرا۔ حضورؒ نے سری کا گوشت بہت پسند فرمایا۔ خوشی کے مارے میری باچھیں بھی کھل گئیں۔ دوسرے دن پوچھا۔ "حضورؒ آج کیا حکم ہے؟" فرمایا۔ "سری"۔ تیسرے دن سری، چوتھے دن سری غرض کے دس بارہ دن کوئٹہ میں قیام رہا۔ اس عرصے میں سری ہی سے پالا پڑا بھائی محمد اختر بیگ صاحب کا حلقہ تعلق بہت وسیع تھا۔ اس لیے حضورؒ سے ملنے والوں کی آمد و رفت زیادہ رہتی۔ نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد قریبی مسجد میں باقاعدگی سے حلقہ ذکر ہوتا۔ جس میں نمازی بڑے چاؤ سے شامل ہوتے۔ اور نوبت جذب و استغراق تک پہنچتی۔ اگر کوئی بیعت ہونے کی خواہش کرتا تو حضورؒ یہی جواب دیتے کہ میں کوئٹہ میں پہلی بار آیا ہوں۔ دوسری بار شاید نہ آسکوں اس لیے کسی مقامی شیخ سے رجوع کرو تاکہ مطلب حاصل ہو۔ اس کے باوجود دو چار اللہ کے نیک بندے بااصرار حضورؒ سے بیعت ہوئے۔

نماز فجر اور حلقہ ذکر سے فارغ ہو کر حضورؒ گھر لوٹتے تو حاجت مند اور زحمت کش آنا شروع ہو جاتے۔ حضورؒ پھونکتے تو شافیٔ مطلق انھیں شفا عطا فرما دیتا۔ قیام کوئٹہ کے دوران دم

جھاڑے کا کام زوروں پر رہا۔

ایک مرتبہ ایک دق کا مریض آ گیا۔ حضورؒ نے دو چار بار اسے توجہ دی تو وہ صحت یاب ہو گیا ہم سخت متعجب ہوئے۔ بھائی محمد اختر بیگ صاحب نے حضورؒ سے پوچھا۔ "اس منحوس بیماری سے اسے کیوں کر نجات ملی؟" حضورؒ نے فرمایا۔ "میں نے اسے صرف لطیفہ روح کی توجہ دی تھی۔"

کوئٹہ میں فرصت کے لمحوں کی ریل پیل تھی۔ خصوصاً چاشت سے عصر تک کا وقت تو اپنا ہی ہوتا۔ اس عرصے میں ملاقاتیوں کا رجوع کم ہی رہتا۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے تو مجھے حضورؒ کی خدمت میں رہ کر ان کی خدمت گزاری کے زیادہ مواقع میسّر ہوتے۔ میں ان کا بدن دباتا تو وہ اکثر رموزِ تصوف کی باریکیوں اور مسائل دینیہ کی نزاکتوں کی موشگافی فرماتے۔

ایک مرتبہ فرمایا:

"ڈاڑھی نہ رکھنا ایک سنتِ مؤکدہ کا ترک ہے۔ آج کل تو لوگ ترکِ فرض سے بھی عار نہیں کرتے۔ مگر ڈاڑھی کا مذاق اڑانے والا یا اس کی تحقیر کرنے والا کفر کی حد تک پہنچ جاتا کیوں کہ یہ بات اوپر کی سطح تک پہنچ جاتی ہے۔"

ایک مرتبہ فرمایا:

"طریقت شریعت کا نکھار ہے۔"

ایک مرتبہ فرمایا:

"جس طرح بیج کھیت میں بونے کے بعد نظر نہیں آتا اور کچھ عرصے کے بعد پھوٹتا ہے۔ بعینہ دل کا معاملہ ہے۔ ابتدا میں ذکر کا بیج معلوم نہیں ہوتا مگر بعد میں شیخ کی توجہ اور مرید کی محنت سے پھوٹ کر نکلتا ہے۔"

ایک مرتبہ فرمایا:

"ذکر ایک لطیف شے ہے جو اس کی لذت چکھتا ہے وہی اس کا قدر شناس ہے۔"

ایک مرتبہ فرمایا:

''یہ کیسا الٹا زمانہ آگیا ہے کہ شیخ طالبوں کو ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب طالب شیخ کی تلاش میں سرگرداں رہتے تھے۔''

ایک مرتبہ فرمایا:

''مسلمان کا جھوٹا پانی ناپاک نہیں ہے مگر شراب خوری کی حالت میں شرابی کا جھوٹا پانی ناپاک ہے۔''

ایک مرتبہ فرمایا:

''نماز بندہ و خدا کے مابین ایک لطیف تعلق ہے اور یہ تعلق ایک ایسا بھید ہے جس سے دوسرا شخص آگاہ نہیں ہوتا۔''

ایک مرتبہ فرمایا:

''عارفوں کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ ان کے چہروں پر ہر وقت مسکراہٹ رہتی ہے۔''

ایک مرتبہ فرمایا:

''اگر حالتِ ناپاکی میں پسینہ چھوٹ جائے تو بدن کا کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔''

ایک مرتبہ فرمایا:

''تمباکو نوشی اگرچہ ایک علّت اصرافیہ ہے مگر اہلِ سلوک اسے گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔''

ایک مرتبہ فرمایا:

''اہلِ سلوک کے طریقے میں کسی بات پر تکبّر کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے کیوں کہ یہ امر رہ سلوک کا راہزن ہے۔ اس لیے سالک کو کسی بات پر متکبّر نہیں ہونا چاہیے۔''

ایک مرتبہ فرمایا:

"اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ایک حجاب ہے اگر یہ حجاب درمیان سے اٹھ جائے تو بندہ کامل العرفان ہو جاتا ہے۔"

ایک مرتبہ فرمایا:

"سالک کو چاہیے کہ وہ ذکر الٰہی کے سوا کسی چیز کو محبوب نہ سمجھے کیوں کہ یہی امر محبوب حقیقی کی محبت کا حرفِ آغاز ہے۔"

ایک مرتبہ فرمایا:

"جو چیز شک میں ڈالے اسے ترک کر دینا چاہیے اور جو چیز شک میں نہ ڈالے اسے اختیار کر لینا چاہیے۔"

ایک مرتبہ فرمایا:

"جو آخرت کا طالب ہے اُس پر دنیا کا ترک واجب ہے، طلب دنیا تمام فسادوں کی جڑ ہے اور جو اللہ کا طالب ہے اسے طلبِ آخرت ترک کر دینی چاہیے کیوں کہ طلبِ آخرت اللہ کی طلب میں حارج ہوتی ہے۔"

حضورؒ کبھی کبھی کتابِ ماضی کی ورق گردانی کر کے ایسے واقعات بیان فرماتے جو آپ کی علو ہمتی اور اعلیٰ مقامی کے مظہر ہوتے۔

ایک مرتبہ فرمایا:

"مجھے ایک مرتبہ یکا و تنہا (۰۰) تنہا پٹھان کوٹ جانے کا اتفاق ہوا۔ یہ خلافت کے ابتدائی ایّام غالباً ۲۹۔۱۹۲۸ء کا ذکر ہے۔ پٹھان کوٹ میں، میں اجنبی تھا۔ وہاں میری جان پہچان والا کوئی نہ تھا۔ میں حدودِ شہر سے باہر کھیتوں کی طرف نکل گیا اور ایک رَہٹ کو چلتا دیکھ کر وہاں نہانے لگ گیا۔ اس اثنا میں کھیتوں کا مالک جو ایک زمین دار تھا میرے لیے ایک سایہ دار درخت کے چھاؤں میں چارپائی بچھا چکا تھا۔ میں نہا چکا تو اس نے بچھی ہوئی چارپائی پر بیٹھنے کو کہا۔ پھر اس نے پوچھا۔ "آپ کون ہیں اور کہاں ٹھہرے

ہوئے ہیں؟" میں نے کہا۔ "میں مسافر ہوں اور یہاں کسی کے ہاں ٹھہرا ہوا نہیں ہوں۔" پھر اس نے کہا۔ "آپ یہیں ٹھہریں۔" اس کے بعد اس زمین دار نے حقے کو تازہ کیا اور اس کی چلم کو انگاروں سے بھر کر اسے میرے آگے رکھ دیا۔ میں نے اس خیال سے کہ اس کی دل شکنی نہ ہو۔ اس سے کہا۔ "اس وقت مجھے اس کی طلب نہیں ہے۔ جب اس کی طلب محسوس ہو گی تو آپ سے کہہ دوں گا۔" وہ سمجھ دار زمین دار حقے کو اٹھا کر لے گیا۔ دوسرے دن اس نے بڑے مودبانہ انداز میں اپنی بیمار لڑکی کی صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست کی۔۔۔۔ اس کی جواں سال لڑکی مرگی کے موذی مرض میں مبتلا تھی۔ علاج معالجہ سے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ دن میں اٹھ دس بار مرگی کے دورے پڑتے۔ میں نے اس سے دو انچ مربع ایک تانبے کی پتری منگوائی۔ اس پتری پر تعویذ لکھا اور اسے مریضہ لڑکی کے گلے میں ڈال دیا گیا۔ دوسرے دن اسے دو تین دورے پڑے۔ تیسرے دن وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل شفایاب ہو گئی۔ میں نے مسلسل تین دن اُس کے کھیت پر گزارے۔ اس عرصے میں زمین دار نے ہر قسم کی آسایش مجھے بہم پہنچائی۔ لڑکی کی شفایابی کا شہرہ معاً گھر کی چار دیواری سے پھلانگ کر محلّے بھر میں پھیل گیا۔

چوتھے دن زمین دار مجھے اپنے گھر لے گیا تو مختلف مرضوں کے مریضوں کا تانتا لگنا شروع ہو گیا۔ میرے تعویذوں اور جھاڑ پھونک سے شافئ مطلق انھیں شفا دیتا تو ان کے حسنِ اِعتقاد میں مزید اضافہ ہو جاتا۔ آخر ان لوگوں سے ایک دن میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ جس کام میں آپ نے مجھے الجھا رکھا ہے نہ تو یہ میرا پیشہ ہے نہ میں اس کے لیے یہاں آیا ہوں۔ میں تو اپنے شیخ کا سندیسہ لیے پھرتا ہوں اور لوگوں کو اللہ اللہ کرنا بتاتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ لوگوں کو بھی اللہ اللہ کرنے کا طریقہ

بتاؤں۔ انھوں نے آمادگی کا اظہار کیا تو میں نے حلقہ ترتیب دے کر انھیں ذکر قلبی کا طریقہ بتایا۔ دورانِ حلقۂ ذکر بہتوں کو جذبے ہوئے۔ متاثر تو سبھی ہوئے۔ پھر کم و بیش روزانہ حلقۂ ذکر ترتیب دیا جاتا اور ذاکرین اس میں شامل ہو کر ذکر کی نعمت سے مالا مال ہوتے۔ اس کے ساتھ بیعت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ بیعت ہونے والے کے دل پر میں اپنی انگلی لگا کر جب اسے بتاتا کہ یہ مقام دل ہے تو اس پر جذبے کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب کوئی بیعت ہونے کے لیے آتا تو وہ پہلے ہی کہہ دیتا کہ آپ بیعت تو کرلیں مگر دل کو انگلی نہ لگائیں۔"

آپ نے یہ بھی فرمایا:

"جب کوئی اللہ کی راہ میں کوشاں ہوتا ہے تو اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔"

حضورؒ نے اسی سفر کا ایک اور دل چسپ واقعہ اس طرح بیان فرمایا:

ایک مرتبہ ایک قریبی مسجد میں حلقۂ ذکر تھا۔ جس میں معتدبہ نمازی شریک تھے۔ سرور و کیف میں ڈوبی ہوئی فضا اور جذب و مستی کا عالم دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ دورانِ حلقہ کسی صاحب فیض بزرگ کی موجودگی کا مجھے بار بار احساس بھی ہوا۔ حلقے کے بعد دعا مانگ چکا تو ایک پہلو نشین نے ایک خضر صورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ حضرت خواجہ شیر محمد شرق پوری ہیں۔" میں ان کی تعظیم کے لیے اٹھا اور عرض کی۔ "حضرت! اگر مجھے آپ کی موجودگی کا علم ہوتا تو حلقہ کرانے کی کبھی جسارت نہ کرتا۔" آپ نے فرمایا۔ "یہ من و تو کا فرق پیدا نہ کیجئے۔ میں آپ کا ہوں آپ میرے ہیں۔"

معمولات و عبادات

آپ کی تمام تمام زندگی شریعت نبویؐ کے سانچے میں سراپا ڈھلی ہوئی تھی، معمولات و عبادات، حرکات وسکنات غرض کہ آپ کی ہر ادا کتاب و سنت کے مطابق تھی۔ طالبان راہ مولا کی ہدایت و منفعت کے لیے حضورؒ کے روزمرّہ کی عبادات اور معمولات بالاختصار درج کیے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنی زندگی کے اوقات اسی کے مطابق بسر کر کے دین و دنیا کی سعادتیں حاصل کر سکیں۔

آپ عرصۂ سلوک میں اور مابعد خلافت مطیع پور شریف سے مسکین پور شریف کی مسافت جو پرانے میلوں کے حساب سے چالیس میل کے لگ بھگ ہے ہمیشہ پاپیادہ طے کرتے۔ آپ نے یہ ریت حضرت غریب نوازؒ کے وصال تک نباہی۔

آپ حضرت غریب نوازؒ کے وصال کے بعد مسکین پور شریف کے سالانہ اجتماعوں میں باقاعدگی سے شریک ہوتے۔ آپ نے یہ ریت اپنے وصال تک نباہی۔ بجز ایک سالانہ اجتماع کے ـــــ حضورؒ کا معمول تھا کہ آپ مسکین پور شریف کے سالانہ اجتماع سے ڈیڑھ دو ماہ قبل پنجاب کا تبلیغی دورہ کرتے۔ واپسی پر مطیع پور شریف جانے کی بجائے مسکین پور شریف کے سالانہ اجتماع میں اپنے ارادت مندوں کی ایک مختصر سی جماعت کے ساتھ شرکت کرتے۔

ایک مرتبہ آپ بعض گھریلو مصروفیتوں کے باعث مسکین پور شریف کے سالانہ اجتماع سے صرف دس بارہ روز قبل لاہور کے تبلیغی سفر پر تشریف لائے۔ ہفتہ بھر کے بعد جب

آپ نے واپسی کی ٹھانی تو ہم افسردہ خاطر ہو گئے۔ کچھ دن اور رکنے کی گزارش کی تو فرمایا۔ "مسکین پور شریف کے اجتماع میں میری حاضری دو وجوہ کی بنا پر بہت ضروری ہے۔ ایک یہ کہ میں حضرت غریب نوازؒ کے لنگر کی اپنی استطاعت کے مطابق مالی امداد کرتا ہوں۔ دوسری یہ کہ میں قرآن خوانی کی محفل میں شریک ہوتا ہوں۔ اگر میں وہاں نہ گیا تو دونوں سعادتوں سے محروم رہ جاؤں گا۔"

ہم نے عرض کی۔ "جہاں تک حضرت غریب نوازؒ کے لنگر کی مالی استعانت کا تعلق ہے وہ تو بعد میں بھی کی جا سکتی ہے۔ رہا قرآن خوانی کا معاملہ تو اس کا یہاں مناسب اہتمام ہو جائے گا۔ یہ امر لاہور کی جماعت کے لیے بھی موجب سعادت ہو گا۔" آخر کو جب ہمارا اصرار حد سے زیادہ بڑھا تو حضورؒ نے ہتھیار ڈال دیے۔

تاریخ مقررہ پر برادر بزرگ کے ہاں قرآن خوانی کا اجتماع ہوا جس میں لاہور کی بیش تر جماعت نے شرکت کی۔ لنگر بھی بٹا۔ حلقۂ ذکر بھی ہوا۔ دوسرے دن آپ نے فرمایا۔ "حضرت غریب نوازؒ لاہور کے اجتماع سے بہت خوش تھے وہ فرما رہے تھے کہ کئی مقامات پر ایسے اجتماعات ہوئے مگر مجھے صرف دو کا ثواب پہنچا۔ ایک مسکین پور شریف کے اجتماع کا اور دوسرے لاہور کے اجتماع کا۔"

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ "ایصال ثواب کے لیے خلوصِ نیت مقدم ہے۔ نام و نمود اور گلی محلّہ والوں کے طعن و تشنیع سے دل برداشتہ ہو کر کسی کی روح کو ہرگز ایصال ثواب نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ یہ امر محض تضیع وقت اور نقصان مایہ ہے۔ رشوت، حرام کی کمائی اور ادھار کی رقم بھی اس ضمن میں آ جاتی ہے۔

آپ کے معمولات میں سے ایک معمول یہ بھی تھا کہ آپ ماہِ رمضان المبارک اپنی بستی میں گزارتے اور اس معمول کی پاس داری آپ نے ہمیشہ کی بجز ایک ماہ رمضان المبارک کے جو آپ نے لاہور میں گزارا۔ یہ متحدہ ہندوستان کے وقتوں کی بھلی سی بات کچھ یوں ہے:

ایک مرتبہ آپ تبلیغی سفر پر لاہور تشریف لائے کچھ ہی دنوں کے بعد ماہ رمضان

۸۳

المبارک کی آمد آمد پھیلی تو آپ نے فرمایا۔ "بادشاہ آ رہا ہے مجھے اب گھر لوٹنا ہے۔" آپ نے جانے

کا نام لیا تو ہمارے دل دھک سے ہو گئے چوں کہ آپ کی صحبت دل پذیر سے ابھی جی بھرا نہ تھا۔

جب ہم نے آپ کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ ماہِ رمضان المبارک لاہور میں گزاریں تو آپ نے فرمایا۔ "اگر مقصد صرف روزے رکھنا ہو تو آدمی ہر جگہ رکھ سکتا ہے۔ ماہ رمضان المبارک میں میرے ہاں کچھ معمولات بھی ہیں۔ میں اگر واپس نہ گیا تو ان کو دھچکا لگے گا۔" ہم نے پوچھا۔ "حضورؒ وہ کون سے معمولات ہیں؟" آپ نے فرمایا۔ "ایک تو میں اپنے ڈیرے کی مسجد کے لیے حافظ قرآن کا ہمیشہ انتظام کرتا ہوں جہاں بستی کے لوگ تراویح میں قرآن سنتے ہیں۔ اس کے علاوہ بستی کے دس بارہ غریب و تہی دست روزہ دار میرے ڈیرے پر مہینہ بھر رہتے ہیں۔ ان کی خدمت میرے لیے نہ صرف وجہ تسکین بلکہ موجب سعادت بھی ہے۔ میں اپنے ان مہمانوں کے لیے پانچ من آٹے اور ایک من شکر کا انتظام پیشگی کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ ان کی ساری ضروریات میرے ذمہ ہوتی ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ اگر میں واپس نہ لوٹا تو قرآن سننے والوں کے ساتھ میرے مہمانوں پر کیا بیتے گی۔"

یہ حقیقت ہے کہ جو کچھ آپ نے بیان فرمایا اس سے پہلے ہمیں اس کا علم نہ تھا۔ آپ کے فرمان کے بعد ہمارا اصرار بالکل ہلکا ہو گیا۔ آخر کار جب انھیں اس امر کی یقین دہانی کرائی گئی کہ مطیع پور شریف کے معمولات میں کوئی فرق نہ پڑے گا تو آپ رضامند ہو گئے۔ فوری طور پر ایک ایسے باہمت پیر بھائی کو مطیع پور شریف بھیجا گیا جو دو ایک دن میں صاحب زادوں کی وساطت سے جملہ مطلوبہ امور سرانجام دے کر لوٹ آیا۔

ان دنوں چچا مرحوم مرزا احمد بیگ صاحب علاقہ بی بی پاک دامن (۰۰) میں ایک وسیع و عریض حویلی نما مکان میں رہتے تھے جس کا رقبہ دو کنال اور چار مرلے تھا۔ ان کے ہاں بچے موسم گرما کی تعطیلات گزارنے جالندھر گئے ہوئے تھے۔ ان کی خواہش پر ہم نے ان کے ہاں ڈیرا ڈال دیا۔ حضورؒ نیم کے ایک گھنے پیڑ کے نیچے نمازِ تراویح پڑھاتے۔ نمازِ تراویح میں مرزا اختر بیگ، ڈاکٹر مرزا عبدالکریم بیگ صاحب، ان کی برادری کے لوگ اور مختلف حضرات بھی شامل ہوتے۔ مقتدیوں کی تعداد تیس سے کم ہرگز نہ ہوتی۔ قریب ہی رات کی رانی کا ایک مہکیلا بوٹا تھا جس کی مہک سے ساری

فضا مہکی رہتی۔ خدا شاہد ہے حضورؒ کی اقتدا میں سماعتِ قرآن سے اس وقت جو کیف اور حظِ روحانی نصیب ہوتا تھا وہ پھر کبھی نصیب نہ ہوا۔

آپ جب پہلی رات کا چاند (غرۃ) دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ آھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالاَمْنِ وَالاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامُ رَبِّیِ وَ رَبُّکَ اللّٰہ

ترجمہ: اے پروردگار! یہ مہینہ امن و ایمان اور سلامتی و اسلام سے ہم پر گزرا۔ اے چاند! میرا اور تیرا پالنے والا اللہ ہی ہے۔

سحری میں عجلت نہ کرتے۔ روزہ رکھنے کی نیّت اس طرح کرتے:

وَبِصَوْمِ نَوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانُ

ترجمہ: رمضان کے روزہ کی میں نے نیّت کی۔

افطار میں عجلت کرتے اور افطار کی نیّت اس طرح کرتے:

اَللّٰھُمَّ اِنّیِ لَکَ صُمْتَ وَ بِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلیٰ رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسا کیا اور تیرے رزق سے افطار کیا۔

اس کے ساتھ اپنی زبان میں یہ دعا بھی مانگتے:

"اے اللہ! ہم نے تیرے حکم سے بھوک اور پیاس برداشت کی تو ہماری بھوک اور پیاس کو قبول فرما۔

تراویح کی نماز سفر و خضر میں کبھی ترک نہ کرتے۔ نمازِ تراویح میں ہر دو

رکعت کے بعد یہ دعا پڑھتے:

يَا كَرِيْمُ الْمَعْرُوْفِ يَاقَدِيْمُ الاِحْسَانِ اَحْسِنْ عَلَيْنَا بِاِحْسَانِكَ الْقَدِيْمَ يَااَللّٰهُ

ترجمہ: اے مشہور سخی! اور قدیم احسان کرنے والے پروردگار تو اپنے احسان قدیم سے ہم پراحسان کر۔

اور ہر چار رکعت کے بعد یہ دعا پڑھتے:

سُبْحَانَ ذِی الملکِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبْرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ اَلَّذِی لا يَنَامُ وَلا يَمُوْتُ سُبُّوحٌ "قُدُّس" رَبُّ الْمَلاَئِكَةِ وَالرُّوحِ لاَ اِلٰهَ الاّاللّٰهُ يَسْتَغْفِرُاللّٰهُ نِسَئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: پاکی ہے ملک و حکومت والے کے لیے۔ پاکی ہے عزت و بزرگی اور قدرت و برتری والے کے لیے۔ پاکی ہے ہمیشہ رہنے والے بادشاہ کے لیے جو نہ سوتا ہے اور نہ کبھی اسے موت آئیگی۔ پاک ہے وہ ذات جو ملائکہ اور روح کا اکیلا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں اس سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔ اسی سے جنّت طلب کرتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اذان کے جواب میں وہی الفاظ دہراتے جو مؤذن کہتا۔ البتہ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة اور حَيَّ عَلَى الْفَلاَح کے جواب میں لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ (ترجمہ: گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قدرت نہیں۔ مگر اللہ بزرگ و برتر کی اعانت سے۔)

صبح کی اذان میں اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ (ترجمہ: تونے ٹھیک کہااور سچ کہا) کہے ہیں۔

اور اذان کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَۃِ وَ الصَّلوٰۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃِ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃ الرَّفِیْعۃ وَالْبعثُہُ مَقاماًمَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَ عَدْتَّہٗ وَارْ زَقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط اِنَّکَ لاَ تَخْلِفُ الْمِیْعَادَ o

ترجمہ: اے مالک و پروردگار! اس دعوت کامل اور قایم ہونے والی نماز کے ----محمدؐ کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرمااور ان کو مقامِ محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

آپ ہمیشہ باوضو رہتے۔ خصوصاً مسجد میں کبھی بے وضو نہ جاتے۔ مسجد کو جاتے تو راستے میں یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اَجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْراً وَّ فِیْ بَعْدِی نُوْراً فِیْ سَمْعِی نُوْراًوَّ عَنْ یَمِّیْنِیْ نُوْراًوَّعَنْ شَمَالِیْ نُوْراً وَّ خَلفِیْ نُوْراًوَّاجْعَلْ لِّیِ نُوْراً

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں میری بینائی اور شنوائی میں نور کردے اور اور دائیں اور بائیں طرف نور کردے اور میرے پیچھے نور کردے۔ اور میرے لیے (ایک خاص قسم) نور کردے۔

مسجد اور احاطہ مسجد میں بایاں پیر جوتی سے نکال کر دایاں پیر پہلے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

ترجمہ: اے اللہ ! مجھ پر اپنی رحمت کے در کھول دے۔

مکبّر تکبیر کہتا تو اس کے الفاظ دہراتے مگر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کے جواب میں اَقَامَعَهَااللّٰهُ وَاَدَامَهَا (ترجمہ: خدا اسے قایم و دایم رکھے) کہتے۔

اور تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھتے:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَوَالسَّمٰوٰتِ وَالارضِ حنِیْفاً مُسْلِماًوَّمَآاَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْن

ترجمہ: میں نے ہر طرف سے منہ موڑ کر اس کی طرف منہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ موحد(۷۶) بن کر اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

سلام پھیر کر تین بار اَسْتَغْفِرُاللّٰہ کہتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامَ حَیِّنَا رَبَّنَا بِاالسَّلَامِ وَادْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ یَا ذُالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

ترجمہ: اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے تیری طرف ہی سلامتی رجوع کرتی ہے۔ اسے اللہ ! ہمیں سلامتی سے زندہ رکھ۔ سلامتی کے گھر داخل کر۔ اے اللہ! تو برکت والا ہے اور بزرگی اور عظمت والا ہے اور عالی شان ہے۔

مسجد سے نکلتے تو بایاں پیر نکال کر پہلے دایاں پیر جوتی میں ڈالتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنّیِ اَسئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل اور تیری رحمت چاہتا ہوں۔

نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَحیانَابَعْدَ مَااَمَاتَنَا وَ اِلَیْهِ بَعْثُ النُّشُوْرِ

ترجمہ: اس پروردگار کی تعریف ہے جس نے ہمیں موت کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھنا اور پھیلنا ہے۔

رفع حاجت کے وقت قبلہ رو کبھی نہ بیٹھے۔ بیت الخلا میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھ کر بایاں پیر اندر رکھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

ترجمہ: اے اللہ ! میں تجھ سے گندگی اور گندی چیزوں سے پناہ مانگتا ہوں۔

رفع حاجت کے وقت ناک صاف نہ کرتے نہ ہی تھوکتے۔ بیت الخلا سے نکلتے تو پہلے دایاں پیر نکالتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیِ الاَ ذٰی وعَافَانِیْ

ترجمہ: خدا کا شکر ہے جس نے میری تکلیف دور کی اور مجھے عافیت دی۔

آپ کو کبھی کسی نے ننگے سر نہیں دیکھا۔ سوتے میں بھی ٹوپی سر پر ہوتی۔ عموماً چار کلیوں کی سفید ٹوپی پہنتے۔ گھر سے نکلتے تو اس کے اوپر سفید عمامہ لپیٹتے۔

اشتداد ریح کے وقت یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنّیِ اَسْئَلُکَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَافِیْهَا وَ خَیْرَمَا اَرْسَلْتَ بِهِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا رِیْحاًوَّلاَ تَجْعَلْهَارِیْحاً

ترجمہ :اے پروردگار! میں تجھ سے اس کی خیر اور جو کچھ اس میں ہے اس کی خیر چاہتا ہوں۔اور وہ اور جو اس میں ہے اور جو تو نے اس کے ساتھ بھیجا ہے ان سب کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔اے پروردگار! تو اسے خوشبو بنادے اور اسے رنج نہ بنا۔

کھانا یا کوئی اور چیز کھاتے تو پہلے یہ دعا پڑھتے :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لاَ يَضُرُّمَعَ اِسْمِهٖ شَىْ ءٌ فِى الاَرْضِ وَلاَفِى السَّمَاءِ وَهُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْم ط فاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظاًوَّ وهُوَ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

اور سورۂ لایلاف قریش پڑھتے۔ترجمہ :

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کا نام لینے سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز ضرر نہیں پہنچاتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔اور اللہ بہتر حفاظت کرنے والا ہے۔اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

کھانے سے پلے پہنچوں تک تین بار ہاتھ دھو کر خشک نہ کرتے۔کھانے کی محفل میں اگر کوئی ننگے سر ہوتا تو اسے سر ڈھانپنے کی تلقین فرماتے۔جو کچھ سامنے دھرا ہوتا تو اسے اکتفا کرتے۔دائیں بائیں ہاتھ نہ بڑھاتے۔سالن کے ظرف کو بائیں جانب اور روٹی کو دائیں جانب رکھتے۔کھانے کے دوران دونوں ہاتھ استعمال کرتے۔کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر خشک کرتے اور یہ دعا پڑھتے :

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمْنِىْ هٰذَاالطَّعَامَ اللَّطِيْفَ الْمَلِيْحَ بِغَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّىْ وَلاَقُوَّةٍ

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے یہ لطیف و نمکین کھانا کھلایا بغیر اس

کے کہ میری قوت اس میں صرف ہو۔

اگر میٹھا کھانا کھاتے تو ماحولہ بالا دعا میں "مَلِیْحًا" کی جگہ لفظِ "حُلْواً" پڑھتے۔

اور کبھی کھانے کے بعد یہ دعا بھی پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

ترجمہ: خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔

پانی تین وقفوں میں پیتے۔ پہلے وقفے کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن" دوسرے وقفے کے بعد "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" تیرے وقفے کے بعد "مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن" پڑھتے اور ایک وقفے میں سات سے زیادہ گھونٹ نہ لیتے۔ اگر تین وقفوں سے پیاس نہ بجھتی تو وقفوں کو بڑھا دیتے مگر ایک وقفے میں سات سے زیادہ گھونٹ ہرگز نہ لیتے۔ جھوٹا پانی، وضو کا بچا ہوا پانی اور سبیل کا پانی بیٹھ کر نہ پیتے۔ آبِ زمزم بحالتِ اِستادگی قبلہ رو ہو کر پیتے۔

اگر دودھ یا وہ چیز جس میں دودھ شامل ہو کھاتے یا پیتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا وَفِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت دے اور ہمیں اس سے زیادہ عنایت کر۔

گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:

تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے سہارا لیتا ہوں اور قوت و بازگشت نہیں مگر اللہ تعالیٰ بزرگ و بلند کے ساتھ۔

اگر بازار جانے کا اتفاق ہوتا تو یہ دعا پڑھتے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ

يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَحَيٌّ لاَ يَمُوْتُ اَبَداً ذُوالْجَلاَلِ وَالاِكْرَامِ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے۔ وہی مارتا ہے اور وہی زندہ کرتا ہے۔ اور وہ زندہ ہے جس کے لیے موت نہیں ہے۔ اور وہ بزرگی والا اور عزّت والا ہے۔ اور سب چیزوں پر قادر ہے۔

گھر میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ خَيْرَالْمَوْلَجِ وَ خَيْرَالْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِسْمِ اللّٰهِ وَخَلْنَا وَ عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَاتَوَكَّلْنَا

ترجمہ: خدایا میں تجھ سے اندر آنے اور باہر جانے کی بہتری طلب کرتا ہوں۔ اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ ہی کے نام سے ہم نکلے۔ اور اللہ پر جو ہمارا پروردگار ہے ہم نے بھروسا کیا۔

سفر میں کسی شہر یا آبادی میں پہنچتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَيْرَهٰذَاالْمَقَامِ وَ خَيْرَ مَافِيْهَا وَ خَيْرَ اَهْلِهَا وَ آعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ هٰذَاالمَقَامِ وَ مَافِيْهَا وَ شَرِّ اَهْلِهَا۔

ترجمہ: اے پروردگار! میں تجھ سے اِس مقام کی اور جو کچھ اس میں ہے اور اِس کے رہنے والوں کی تجھ سے خیر مانگتا ہوں۔ اور اس مقام کے شعر سے اور جو کچھ اِس میں ہے اُس کے شر سے اور یہاں کے باسیوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

جنگل یا پُر خطر راستوں سے گزرتے تو یہ آیت کریمہ وردِ زباں ہوتی:

سَلَامٌ عَلٰی نُوحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ ○

ترجمہ: ساری خدائی میں نوحؑ کے لیے عافیت ہے۔

گدھے کے رینکنے یا کتّے کے بھونکنے کی آواز کان میں پڑتی تو " اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم " پڑھتے۔

کسی قبرستان میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ الْقُبُوْرُ یَغْفِرُاللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَاِنَّا اِنْ شآءَاللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْن

ترجمہ: اے قبرستان والو! تم پر سلامتی ہو اللہ تمھیں اور ہمیں بخش دے۔ ہم بھی انشاءاللہ تم سے ملنے والے ہیں۔

جب آپ آئینہ دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ وَ حَرِّمْ وَجْھِیْ عَلَے النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ! جیسی تو نے میری صورت بنائی ہے۔ میرے اخلاق بھی اچھے کر دے اور میرے چہرے کو دوزخ پر حرام کر دے۔

نیا لباس پہنتے تو اس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَاالثَّوْبَ بِغَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَاقُوَّۃٍ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے میری قوت اور بازگشت کے بغیر یہ کپڑا پہنایا۔

اور پہناوے کا نام بھی لیتے۔ اگر قمیص ہوتی تو "ھٰذَاالْقَمِیْص" اور اگر عمامہ ہوتا تو " ھٰذَاالْعَمَامَۃ" کہتے۔

داروغۂ جنات

ایّامِ سلوک ہی میں حضورؒ جنوّں کے داروغہ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ خطاب حضرت غریب نوازؒ کا عطا کردہ تھا۔ آسیب وغیرہ عام طور پر آپ کی صورت دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے۔ وہ آسیب جو شرافت سے نہ اترتے انھیں آپ طاقت سے یا جھاڑ پھونک کرا تار دیتے۔

مؤلف لاشے کے پھوپھی زاد بھائی مرزا نعمت بیگ صاحب (۸۷) پھگواڑہ (۸۸) دروازہ میں رہتے تھے۔ آپ کا مکان آسیب زدہ تھا۔ یہ آسیب طرح طرح کے حربوں سے اہلِ خانہ کو ستاتے۔ کبھی بال نوچتے کبھی چارپائیوں کو پٹخ دیتے۔ غرض کہ ناک میں تیر دے رکھا تھا۔

ایک مرتبہ حضورؒ جالندھر تشریف لائے تو مرزا نعمت بیگ صاحب نے یہ سارا ماجرا ان کے گوش گزار کیا۔ آپ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ کی ذرا سی توجہ سے آسیب سر پر پاؤں رکھ کر وہاں سے بھاگ گئے اور اہلِ خانہ سکون کے ساتھ رہنے لگے۔

جالندھر شہر کے مشہور تاجر مولوی محمد خلیل صاحب کی ہمشیرہ پر آسیب کا اثر تھا۔ ہر قسم کے علاج معالجہ اور جھاڑ پھونک کے باوجود کوئی افاقہ نہ ہوتا تھا۔ حضرت غریب نوازؒ اس قسم کی شکایات کو محض ذکر ہی کی برکت سے بفضلِ تعالیٰ رفع فرما دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت غریب نوازؒ جالندھر تشریف لائے تو مولوی محمد خلیل صاحب آپ کو اور آپ کی جماعت کو بستی غزاں (۸۹) لے گئے۔ حضرت غریب نوازؒ نے پہلے صوفیوں کو توجہ دی پھر آسیب کا پتا لگانے کے لیے انھیں عطر میں بسا کر اندر بھیجا۔ سب سے پہلے حضورؒ نے آسیب کو دیکھا اور اس زور سے "اللہ" کا نعرہ مارا کہ

آسیب بھاگ کھڑا ہوا۔ آسیب کی علیحد گی کے ساتھ ہی مولوی محمد خلیل صاحب کی ہمشیرہ کے ہوش جمع ہوگئے اور اس نے چادر اوڑھ لی۔ اس وقت یہ منظر سب نے دیکھا کہ آسیب زدہ خاتون کی چارپائی کے نیچے سے سیاہ بلّی کی قسم کا ایک جانور نکل کر بھاگا۔ حضورؒ اور دوسرے صوفی اس کے تعاقب میں اڑوس پڑوس کے بستیات تک مارتے دھاڑتے گئے۔ سینکڑوں آدمیوں نے اپنی آنکھوں سے یہ تماشا دیکھا۔ پھر وہ خاتون جیتے جی تندرست رہی۔

ایک مرتبہ حضورؒ ابتدائے سلوک میں مسکین پور شریف میں تھے۔ وہاں جنگل جانے کا اتفاق ہوا تو آپ کو ایک پیڑ کے سایے میں بیٹھے ہوئے دو جن نظر پڑے۔ آپ اُن کے گلے پڑ گئے تو وہ گتھم گتھا ہوگئے۔ آپ نے دونوں کے سر اپنی بغلوں میں دبوچ لیے۔ حضورؒ کی کشتی کا یہ منظر حضرت غریب نوازؒ نے دور سے دیکھا تو آپ ان کی مدد کے لیے اُٹھے۔ اس اثناء میں جن حضورؒ کی بغلوں سے اپنے سر نکال کر رفوچکر ہوگئے۔

ایک مرتبہ حضورؒ سمہ سٹہ جاتے ہوئے نہر کے بند پر گامزن تھے کہ اچانک جھاڑیوں سے ایک سانپ نکلا اور آپ کے سامنے آکر دُم کے بل کھڑا ہوگیا۔ آپ نے عصا کی ضرب سے اسے ہلاک کر دیا۔ رات کو آپ کے خواب میں ایک جن آیا اور اس نے اِن الفاظ میں آپ کا شکریہ ادا کیا:

> ''میں حضرت شیث علیہ السّلام کے زمانے کا ایک بوڑھا اور دکھی جن تھا۔ ہر چند موت کی آرزو کی مگر موت نہ آئی۔ کل سانپ بن کر آپ کے سامنے آیا تو آپ نے مجھے مار ڈالا۔ اب میں سکون میں ہوں۔ میں اس امر کے لیے آپ کا بے حد ممنون ہوں۔''

حضورؒ لاہور میں ہوتے تو خلیفہ محمد شاہ صاحب اور ڈاکٹر محمّد عبداللہ بیگ کے یہاں بے شمار آسیب زدہ آتے اور شفایاب ہو کے جاتے چوں کہ ان کا اتا پتا اور واقعات کی نوعیّت اِس وقت ذہن میں نہیں ہے۔ اس لیے ان کا ذکر نہیں کیا جا رہا۔

ایک مرتبہ قیام مطیع پور شریف کے دوران حضورؒ کے فرزند ثالث مخدوم زادہ محمّد

محمود صاحب نے اس قسم کے کچھ واقعات لکھوائے تھے۔ انھیں پیش نظر کرتا ہوں۔ یہ واقعات انھوں نے ۲۹ر اپریل ۱۹۵۸ء کو لکھوائے تھے۔

حاجی رحیم بخش موچی ساکنِ موضع چک نورنگ، تحصیل احمد پور شرقیہ کی ہمشیرہ آسیب زدہ تھی۔ ہر چند علاج کروایا خود بھی انھوں نے پڑھائی کی مگر افاقہ نہ ہوا۔ ایک دن حضورؒ کا پتا پوچھتے پوچھتے وہ مطیع پور شریف آ گئے۔ حضورؒ نے جھاڑ پھونک کی تو اسے افاقہ ہو گیا۔ واپس گھر پہنچ کر حاجی صاحب، موصوف نے پھر پڑھائی شروع کر دی تو پھر مرض نے عود کیا۔ دوسرے دن وہ اپنی ہمشیرہ کو لے کر پھر حاضر خدمت ہوا تو حضورؒ نے فرمایا۔ "حاجی صاحب! اگر آپ اپنی پڑھائی بند کر دیں تو بات بنے گی۔" حاجی صاحب نے اس امر کا وعدہ کیا۔ حضورؒ نے الحمد شریف، آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر مریضہ کو دو ایک پھونکیں ماریں پھر اس کو چٹیا سے پکڑ کر نیچے کی طرف کھینچا اور زور سے "اللہ" کا نعرہ مارا تو آسیب تلملایا۔ اس نے کہا "آپ مجھے خراب نہ کریں میں چلا جاتا ہوں۔" حضورؒ نے فرمایا۔ "قسم کھاؤ۔" آسیب نے کہا۔ "میں ہر قسم کی قسم کھانے کو تیار ہوں، حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم نہ کھلائیں۔" آخرِ کار اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کھائی تو آپ نے اسے چھوڑا۔ اس کے بعد پھر وہ کبھی نہ آیا۔

عبدالمجید کا فرزند عبدالحمید حضورؒ کا بھانجا تھا۔ یہ بھی آسیب زدہ تھا۔ اس کے والد حضورؒ سے بالا بالا اسے کئی جگہ لیے لیے پھرا۔ مگر موذی مرض رفع نہ ہوا۔ عبدالحمید لوگوں کو تنگ کرتا، ہر ایک کی پگڑی اچھالتا، اپنے پرایوں پر رعب جماتا اور گالی گلوچ سے بھی باز نہ آتا۔ آخر کار اس کے والد اسے حضورؒ کے پاس لے آئے تو اس نے آتے ہی اول فول بکنا شروع کر دیا۔ حضورؒ چارپائی پر بیٹھے اپنے معمولات میں مصروف تھے۔ عبدالحمید کے کلمات سن کر چونکے اور سمجھ گئے کہ اس کے اندر کوئی اور بول رہا ہے۔ حضورؒ نے عبدالحمید سے مخاطب ہو کر صرف اسی قدر کہا "تمھیں میری حویلی کے اندر آ کر اس قسم کی بکواس کرنے کی جرأت کیوں کر ہوئی۔" آسیب اسی وقت بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر عبدالحمید کو یہ زحمت کبھی نہ ہوئی۔

فیض محمد والد سیّد محمد قوم گھلو ساکن پپلی راجن، تحصیل احمد پور شرقیہ ایک بہت ہی خطرناک اور سخت قسم کے آسیب کی زد میں تھا۔ پپلی راجن میں کم و بیش تین چوتھائی گھرانے

سیّدوں کے ہیں۔ انھیں اپنی عالی نسبی پر ناز بھی ہے۔ جب فیض محمد کے عزیزوں نے اسے حضورؒ کے پاس لے جانے کا ارادہ کیا تو ان سیّدوں نے انھیں منع کیا اور کہا ہم پڑھ پڑھا کر اس کا آسیب بھگا دیں گے۔ انھوں نے بہت کچھ پڑھا پڑھایا مگر مطلق فایدہ نہ ہوا بلکہ آسیب نے پہلے سے بھی زیادہ ہراساں کیا۔ آخر یہی ٹھہرا کہ اسے حضورؒ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ آسیب زدہ فیض محمد، مولوی الہ داد صاحب (۹۰) کے پاس گیا اور اسے خوب ڈرایا دھمکایا۔ مولوی الہ داد صاحب نے حضورؒ کو یہ مشورہ دیا کہ فیض محمد کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ مگر حضورؒ رضامند نہ ہوئے۔ فیض محمد کو حضورؒ کے سامنے لایا گیا تو اس کا آسیب بہت چراغ پا ہوا اور اس نے حضورؒ کو جھاڑ پھونک سے منع کیا۔ اس نے یہاں تک کہا کہ اگر آپ باز نہ آئے تو آپ کو اور آپکی اولاد کو میں بہت خراب کروں گا۔ مگر حضورؒ نے اس کی ایک نہ سنی اور کہا جو کچھ میں نے کرنا ہے کروں گا۔ جو تم سے ہو سکے تم کرو۔ حضورؒ نے حسبِ معمول الحمد شریف، آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر اسے دم کیا تو وہ خاموش ہو گیا۔ حضورؒ نے فرمایا اگر تو شرافت سے نہ گیا تو میں تمھیں جلا کر راکھ کر دوں گا۔ پھر اسے پانی پڑھ کر پینے کو دیا اور دم کیا تو وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اس کے بعد اسے یہ شکایت کبھی نہ ہوئی۔ پھر فیض محمد نے حضورؒ سے قرآن پاک بھی پڑھا۔

موضع تبہ مطیع پور شریف سے کوئی آٹھ دس میل کی مسافت پر بجانبِ مغرب واقع ہے۔ یہاں ایک آسیبی ہندو لڑکی تھی۔ اس کا باپ اسے حضورؒ کی خدمت میں لایا۔ حضورؒ نے اس کو دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گئی۔ ہندو باپ نے تعویذ کا جب مطالبہ کیا تو حضورؒ نے اسے تعویذ دے کر پانچ روپیہ ہدیہ طلب کیا۔ بخیل باپ ہچکچایا اور یہ کہہ کر واپس لوٹ گیا کہ دو ایک دن تک رقم پہنچا دوں گا۔ مگر وہ نہ آیا۔ لڑکی کو آسیب پھر ستانے لگا تو وہ حضورؒ کے پاس دوبارہ تو نہ آیا مگر جب لڑکی پر آسیب اثر انداز ہوتا تو وہ اس سے کہتا۔ "حافظ اللہ بچایا صاحب آرہے ہیں۔" آسیب حضورؒ کا نام سن کر بھاگ جاتا۔ بالآخر تنگ آکر اس نے لڑکی کا پیچھا چھوڑ دیا۔

محمد امین نامی ایک لڑکا موضع (۰۰) ماندھل، تحصیل احمد پور شرقیہ کا رہنے والا تھا۔ چوری کی لت کے ساتھ مادر پدر آزاد بھی تھا۔ ایک مرتبہ آسیب نے اس کی ایک ٹانگ جکڑ لی۔ جس کے باعث اس کی ٹانگ میں شدید درد اٹھتا رہتا۔ اسے حضورؒ کے پاس لایا گیا تو آپ نے التفات نہ کی

اور اس کے عزیزوں کو یہاں تک کہہ دیا کہ یہاسی طرح اچھا ہے کم از کم اب چوری تو نہ کرے گا۔ لڑکے کے عزیزوں نے ہر چند منت سماجت کی مگر آپ نہ مانے بالآخر محمدّ امین کو اس کے عزیز حضرت خواجہ حافظ کریم بخش صاحب کے پاس بہاول پور گھلواں والا لے گئے۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ حضورؒ کے قریب ہی موضع ماند ھل کے رہنے والے ہیں تو فرمایا۔ "اسے حافظ اللہ بچایا صاحب کے پاس لے جاؤ۔" محمدّ امین کے عزیزوں نے کہا۔ "ہم وہیں سے آئے ہیں کیوں کہ انھوں نے جھاڑ پھونک سے انکار کر دیا تھا۔" حضرت خواجہ حافظ بخش صاحب نے فرمایا۔ "اب میری چٹھی لے کر جاؤ وہ انکار نہیں کریں گے۔" وہ لوگ حضرت حافظ صاحب موصوف کی چٹھی لے کر پھر واپس مطیع پور شریف پہنچے۔ حضورؒ حضرت خواجہ حافظ کریم بخش صاحبؒ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اس لیے اب انکار نہ کر سکے۔ آپ نے محمدّ امین کی طرف رجوع کیا تو وہ بفضلِ تعالیٰ صحت یاب ہو گیا۔

☆

شاعری

حضورؒ حافظؔ تخلص کرتے تھے۔ آپ سرائیکی کے ایک کہنہ مشق، بلند پایہ اور زود گو شاعر تھے۔ ایک مصروف زرعی اور تبلیغی زندگی کے پیش نظر آپ نے شاعری کو ذریعہ شہرت نہ بنایا۔ اگرچہ آپ کا شمار اس علاقائی زبان کے معروف شعرا میں نہیں ہوتا۔ تاہم مطیع پور شریف کے گردونواح میں آپ کا کلام بڑی دلچسپی اور ذوق و شوق سے سنا جاتا۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا۔ "میں مبارک پور (۹۴) سے گزر رہا تھا وہاں ایک مجمع میں لوگ کلامِ شاعر بزبان شاعر سن رہے تھے۔ میں بھی مجمع میں شریک ہو گیا۔ وہ متشاعر میرا ہی کلام سنا رہا تھا۔ میں نے اپنے شعر سنے تو چپکے سے وہاں سے چلا آیا۔"

مجھے اس وقت موقع کی مناسبت سے نظیریؔ کے یہ الفاظ یاد آئے ع

شعر چور تو سنے تھے شاعر چور آج ہی دیکھا ہے

سرائیکی شاعروں میں خصوصاً سرائیکی کی صوفیانہ شاعری میں "دوہڑہ" اور "کافی" مخصوص و مقبول اصنافِ سخن ہیں۔ آپ نے بھی انھی اصنافِ سخن میں اکثر و بیشتر طبع آزمائی کی ہے۔ آپ کی ساری شاعری عرفان و آگہی کی آئینہ دار ہے جو "آورد" سے زیادہ "آمد" کی مرہون منت ہے۔ شاعری آپ کی افتاد طبع نہ تھی۔ کبھی وجدانی کیفیات کا غلبہ ہوتا تو آپ اپنے کونے میں بیٹھ جاتے۔ شعر اپنے آپ ڈھل جاتے۔

صوفیاء شعرا کی طرح آپ کے کلام میں بھی کہیں کہیں وصل یار، پیر فغاں اور شراب و مے خانہ ایسے استعارات اور تشبیہات ملتی ہیں اور اس سے مفر بقول غالبؔ ممکن نہیں۔

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو

بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

مولف لاشے ۱۹۵۸ء میں حضورؒ کے وصال کے بعد مطیع پور شریف حاضر ہوا تو حضرت مخدوم محمدؒ محمود صاحب نے بتایا کہ حضورؒ کے ایک دیرینہ معتقد ولی غلام علی صاحب۔ ساکن گرواہاں ایک مرتبہ آپ کا مجموعہ کلام مطالعہ کے لیے عاریتاً لے گئے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد ۱۹۳۲ء میں ان کا انتقال ہو گیا تو سعیٔ بسیار کے بعد بھی حضورؒ کا بیاض دستیاب نہ ہوا۔

اِزدِواجی زندگی:

حضورؒ نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی کے بطن سے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

اولادِ نرینہ کے اسما:

۱۔ مخدوم زادہ محمدؒ عبداللہ

۲۔ مخدوم زادہ عبدالکریم

۳۔ مخدوم زادہ محمدؐ محمود

۴۔ مخدوم زادہ محمدؐ عارف

ان میں سے پہلے تین فرزند بفضل تعالیٰ بقید حیات ہیں۔ دوسری بیوی اولاد سے محروم رہی۔

حضورؒ کے خلفاء کے اسمائے گرامی:

۱۔ حضرت مولانا مرزا محمدؐ افضل بیگؒ۔ کراچی

۲۔ حضرت مولانا محمدؐ اسلم قریشیؒ۔ اچھرہ، لاہور

۳۔ حضرت مولانا مرزا محمدؐ اختر بیگؒ۔ راولپنڈی

۴۔ حضرت مولانا محمدؐ شاہؒ (بدھن شاہ)۔ راج گڈھ، لاہور

۵۔ حضرت مولانا غلام علیؒ۔ عبداللہ پور، احمد پور شرقیہ

۶۔ حضرت مولانا حاجی احمد صاحبؒ۔ روال پنڈی

۷۔ حضرت مولانا شاہ محمد صاحبؒ۔ خان پور، رحیم یار خان

۸۔ حضرت مولانا شاہ محمد صاحبؒ۔ خان پور، رحیم یار خان

۹۔ حضرت مولانا محمد ہاشم صاحبؒ۔ خان پور، رحیم یار خان

۱۰۔ حضرت مولانا سراج الدین صاحبؒ۔ بلال گنج، لاہور

۱۱۔ حضرت مولانا مرزا محمد امجد بیگ۔ بنگالی محلہ، لاہور چھاؤنی

تاریخ وصال:

۲۲ مارچ بروز ہفتہ ۱۹۵۸ء بمطابق یکم رمضان ۱۳۷۷ھ

☆☆☆

"شمع افروز خواجہ پنجاب"

۱۳۷۷ء

"گرامیِ قدر حافظ قاری اللہ بچایاؒ"

۱۹۵۸ء

چل دیے اللہ بچایا سوئے فردوسِ بریں
جلوہ افشاں جو مثالِ جلوہ مہتاب تھے
کہہ دے اے صابر براری ان کی تاریخ وصال
فکرِ عالی عارف حق خواجہ پنجاب تھے

۱۹۵۸ء صابر براری

ان کی آمد کی خبر پھیلی تھی بہال پور میں
سب مریدین دست بوسی کے لیے بے تاب تھے
نقش بندی قادری چشتی سہروردی تھے آپ
بالیقیں ہر سلسلے کے گوہر نایاب تھے

حواشی

۱۔ آپ بعمر پانچ سال اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔

۲۔ مفسّر قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے شیخ۔

۳۔ بھوک کی انتہا۔ ایک مقام ہے۔

۴۔ خانقاہ، نقش بندیہ دہلی میں چتلی قبر کے پاس واقع ہے۔ یہیں حضرت مظہر میرزا جان جاناں شہیدؒ، حضرت خواجہ غلام علی دہلویؒ اور حضرت خواجہ ابو سعیدؒ کے مزارات ہیں۔

۵۔ حضرت امام ناصر الدینؒ قدیم بزرگانِ دین میں سے ہیں۔ آپ سلسلۂ چشتیہ سے متعلق تھے۔ سنہ ہجری میں جالندھر تشریف لائے۔ ان کا مزارِ مبارک اب بھی مرجع خاص وعام ہے۔

۶۔ سرہند شریف سے تین میل کی مسافت پر ایک بستی ہے۔

۷۔ آپ ریاست بہاول پور کی سرائیکی زبان میں گفتگو فرماتے۔

۸۔ اس خط کی موصولی کے وقت مولف کاروباری مصروفیات کے تحت ہری پور ہزارہ میں مقیم تھا اور حضورؒ تبلیغی دورہ مکمل کر کے واپسی کا قصد فرما چکے تھے۔

۹۔ گٹھیا جوڑوں کے درد کی بیماری۔

۱۰۔ حضورؒ کے سعادت مند مریدین میں سے تھے۔ ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ قیامِ پاکستان سے قبل سکھوں نے آپ اور آپ کا سارا خاندان شہید کر دیا تھا۔

۱۱۔ پچیس موئے دانوں کی تسبیح جسے آپ حلقہ ذکر کے دوران کھٹکھٹاتے۔

۱۲۔ حضرت خلیفہ شاہ محمد صاحبؒ، حضرت کے مستند خلفا میں سے ہیں۔ آپ ایکبر تبہ ایک مقدمے میں ناحق پھنس کر محبوس ہو گئے تو حضورؒ ڈسٹرکٹ جیل جالندھر تشریف لے گئے اور انھیں خلافت عطا فرمائی۔ دوران قید آپ سے قیدیوں کی ایک کثیر جماعت بیعت ہو کر راہِ راست پر آ گئی۔ تین سال کی سزا بھگتنے کے بعد جب آپ جیل سے نکلے تو

آپ کی جماعت کے قیدی بہت روئے۔ انھیں اس بات کا دکھ تھا کہ ہمارا پیر ہم سے جدا ہو رہا ہے۔

۱۳۔ آپ ایک کہنہ مشق صحافی، متعدد کتب کے مولف و مترجم اور ایک مترنم شاعر بھی تھے۔

۱۴۔ ان دنوں آپ یہاں کشمیری بلڈنگ میں ایک کرایہ کے مکان میں سکونت پذیر تھے۔ یہ دو منزلہ بلڈنگ بیرون قلعہ گوجر سنگھ میکلوڈ روڈ کے کنارے واقع تھی۔ یہ بلڈنگ چوں کہ سینکڑوں مکانات پر مشتمل تھی اس پر ایک اچھی خاصی بستی کا گماں ہوتا تھا۔ اسی بلڈنگ سے خان بہادر عبدالعزیز ڈی آئی جی لاہور کو مشہور زمانہ انقلابی شخصیت سردار بھگت سنگھ اور اس کے رفقا کا سراغ ملا تھا۔ یہ بلڈنگ مسمار ہوئی تو اس جگہ لاہور ہوٹل بنا۔ لاہور ہوٹل منہدم ہوا تو بمصداق "ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت" یہاں فاروق سنٹر کا منصوبہ ابتدائی مراحل سے گزر رہا ہے۔ آج کل اس کے تہ خانے زیر تعمیر ہیں۔ سنا ہے یہاں اڑھائی سو کاریں پارک ہوں گی۔

۱۵۔ جالندھر آپ کا وطن مالوف تھا۔ یہاں بزمِ اقبال مرکز کے زیر اہتمام ماہ بہ ماہ طرحی مشاعرے منعقد ہوتے۔

۱۶۔ آپ ہم سب کے بزرگ دوست تھے۔ ان کی بیٹی زرناز علامہ اقبالؒ کے پوتے وقار اقبال سے بیاہی تھیں۔ زرناز، وقار اقبال اور پرویز شاہی انتقال فرما گئے۔ ان کا ذکر حضرت غریب نوازؒ کے باب میں ہو چکا ہے۔

۱۷۔ حضرت خلیفہ محمد شاہ صاحب المعروف موہن شاہ گنگا کے مانے ہوئے استاد تھے۔ آپ نے بیسیوں کو یہ فن سکھایا۔ بیعت سے قبل بڑے سخت گیر اور جابر قسم کے انسان تھے۔ رعب اور دبدبے کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے قوی ہیکل اور سرکش آپ کا لوہا مانتے۔ سارے علاقے پر آپ کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ حضرتؒ سے بیعت ہوئے تو گردن جھک گئی اور نظر برقدم ہو گئے مگر چہرے کے جلال میں کمی نہ آئی۔ حضرت فرماتے۔ "محمد شاہ میری قوم میں حر ہے۔" حضرتؒ سے بیعت ہوئے تو بیوی سخت خلاف ہو گئی۔ حضرتؒ کو نہ صرف برا بھلا کہتی بلکہ خرافات بکنے سے بھی نہ چوکتی۔ محمد شاہ صاحب نے بہترا سمجھایا مگر وہ نہ سمجھی اور نوبت طلاق تک پہنچ گئی۔ حضرت صاحب کو جب اس بات کا علم ہوا تو انھوں نے محمد شاہ صاحب کو اس امر سے روکا اور فرمایا۔ "تمھاری بیوی مجھے برا بھلا کہتی ہے۔ یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے۔ تم اس معاملے میں دخل اندازی نہ کرو۔" اس طرح شاہ محمد شاہ صاحب اپنی بیوی کو طلاق دینے سے باز رہے۔ ایک دن جب ان کے مردانے میں حلقہ ذکر ہو رہا تھا محمد شاہ صاحب کی بیوی نے چھپ کر حضورؒ کے چہرہ مبارک پر نظر ڈالی تو ان کی توجہ کی لپیٹ میں آ گئی۔ کر جاذبہ ہو گئی۔ پھر وہ آپ سے بیعت ہوئی اور شاہ محمد صاحب سے بھی زیادہ آپ کی دیوانی ہو گئی۔ زاں بعد حضورؒ جب بھی تبلیغی دورے پر لاہور تشریف لاتے تو انھی کے یہاں قیام ہوتا۔ محمد شاہ صاحب کی بیوی، حضورؒ کو ایک جوڑا پیش کرتی جس میں سفید کرتہ، نیلا تہ بند اور سفید دستار ہوتی۔

۱۸۔ کشمیری بلڈنگ کی بائیں جانب فتح محمد پر یہ چھوٹی سی مسجد واقع تھی۔ (آج کل یہ مسجد بڑی دیدہ زیب اور وسیع و عریض ہو چکی ہے۔) ایک زمانے میں برادر بزرگ اس مسجد میں درس قرآن بھی دیا کرتے تھے۔ وہ نہ صرف اعلیٰ پائے کے ادیب تھے بلکہ ایک متبحر عالم دین بھی تھے۔ آپ اشاعت اسلام کالج لاہور کے سند یافتہ اور مولانا عبدالستار خاں نیازی کے ہم سبق بھی تھے۔ علامہ علاؤالدین صدیقی مرحوم بھی اسی کالج کے فارغ التحصیل تھے۔

۱۹۔ برادر طریقت مولوی طفیل محمد صاحب ناصری، حضرت امام ناصرالدینؒ کے سجادہ نشینوں میں سے ہیں۔ آپ

حد درجہ نیکو کار اور صاحب حال بزرگ ہیں۔

۲۰۔ حضورؒ کے برادر نسبتی اور ہم دیوار تھے۔ حضرت غریب نوازؒ سے وابستگی تھی۔ بہت ہی شفیق بزرگ تھے۔

۲۱۔ یہ کچی اینٹوں کی مسجد حضورؒ کی چار دیواری کے بالکل قریب واقع ہے۔

۲۲۔ ان دنوں آپ پٹھان کوٹ کے بجلی گھر میں ملازم تھے۔

۲۳۔ چھوٹا سائل۔

۲۴۔ ان دنوں آپ میونسپل کمیٹی جلال پور جٹاں میں اوورسیئر تھے۔

۲۵۔ پیش گوئی یہ تھی کہ ایک بار برادر بزرگ پر سخت قسم کا شیطانی حملہ ہوگا۔ چناں چہ آپ نے بعض پرانے دوستوں کی باتوں میں آکر داڑھی منڈ وادی اور حضورؒ سے قطع تعلق کر لیا۔ حضورؒ کو اس بات کا بہت دکھ ہوا۔ حضورؒ ہم بہن بھائیوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ ہماری ان سے خط و کتابت بھی رہتی۔ انھی ایام میں ہمشیرہ رشیدہ بیگم (جو بعد کو بیگم آفتاب اقبال بار ایٹ لا ہوئی اور علامہ اقبال کی بڑی بہو ہیں۔ آج کل کراچی میں مقیم ہیں۔) حضورؒ کو ایک خط لکھا۔ اس خط میں اس نے برادر بزرگ کا سلام بھی لکھ دیا۔ حضورؒ نے جواباً لکھا کہ محمد افضل کی خدمت میں میرا اسلام بھی پیش کر دیں۔ عزیزہ موصوف نے برادر بزرگ سے جب حضورؒ کے سلام کا ذکر کیا تو وہ سکتے میں آگئے اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ اسی وقت رخت سفر باندھ کر مطیع پور شریف پہنچے اور حضورؒ کے قدموں میں گر گئے۔ حضورؒ نے اٹھا کر سینے سے لگایا اور اس کمرے میں بٹھا کر توجہ دی جو خاص طور پر ان کے لیے تعمیر کیا گیا تھا۔ مخدوم زادگان کا بیان ہے کہ محمد افضل کی آمد سے حضورؒ نے ہمیں کئی روز پہلے مطلع کر دیا تھا۔

۲۶۔ یہ سبز پوش مستانی جالندھر کی گلیوں میں پنجابی کی نعتیں پڑھا کرتی۔ سارا شہر اس سے متعارف تھا اور اس کی عزت کرتا ہے۔

۲۷۔ آپ لاہور میں روزنامہ "انقلاب" سے منسلک ہو گئے تھے جو مولانا غلام رسول مہر اور عبدالمجید سالک کی زیر ادارت شایع ہوتا تھا۔

۲۸۔ مرزا روشن بیگ۔ آخر عمر میں ایف سی کالج، لاہور میں اسٹور کیپر تھے۔ آپ کے والد مرزا اسمٰعیل بیگ برما میں مشہور ٹھیکیدار تھے۔ ان کا انتقال ہوا تو آپ برما چلے گئے۔ وہاں منجان، پکوکو، مگوئی اور دوسرے شہروں میں ٹھیکہ داری کرتے رہے۔ ۱۹۲۷ء میں ہمیں جالندھر چھوڑ کر حبشہ چلے گئے۔ وہاں آپ شاہی ٹھیکہ دار تھے۔ ۱۹۳۵ء میں جب اٹلی نے حبشہ پر حملہ کیا تو آپ جان بچا کر واپس آگئے۔

۲۹۔ ہمارے ہم محلہ اور حضورؒ سے بیعت تھے۔ بچپن ہی سے نیک و صالح اور پابند صوم تھے۔ محکمہ ریل میں اچھے عہدے پر فائز تھے۔

۳۰۔ مولف لاش کے حقیقی بھائی اور حضورؒ کے خلیفہ ہیں۔ انھوں نے فدیۂ صوم کے عنوان سے ایک مختصر سا رسالہ

تصنیف کیا تھا۔ جس میں اجماعی عقائد سے انحراف کیا گیا تھا۔

۳۱۔ حضورؒ کے بھتیجے اور خلیفہ۔ پہلے حضرت غریب نوازؒ سے بیعت تھے پھر حضورؒ سے بیعت ہوئے۔ صاحب حال اور عالم با عمل تھے۔ تبلیغی دوروں میں حضورؒ کے ساتھ رہتے۔

۳۲۔ پچیس موٹے دانوں کی تسبیح جو اس وقت آپکی کلائی میں تھی۔

۳۳۔ چودھری صاحب موصوف کی پہچان مکتبہ کارواں لاہور ہے۔ آپ ایک عظیم ماہر تنقید اور غزل گو شاعر ہیں۔ آپ کا شعری مجموعہ "شام صحرا" منظر عام پر آچکا ہے۔ فارسی میں بھی کہتے ہیں۔ فلسفہ و فارسی میں علی گڈھ یونی ورسٹی کے سند یافتہ ہیں۔

۳۴۔ حضرت غریب نوازؒ سے بیعت تھے۔ ان کا ذکر پیش تر ہو چکا ہے۔

۳۵۔ جالندھر کی ایک نواحی بستی۔

۳۶۔ جالندھر کی خواجہ برادری کے سربراہ تھے۔ پاکستان بنا تو حیدر آباد سندھ سدھارے۔

۳۷۔ شامی برادری کے مورثِ اعلیٰ، مزار موضع شام چوراسی ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) میں واقع ہے۔

۳۸۔ حضورؒ نے ہیر کے پیر کا نام بھی بتایا تھا۔ جو اب میرے ذہن میں محفوظ نہیں ہے۔ غالباً ملتان کی کوئی معروف شخصیت تھی۔

۴۰۔ جنّوں سے غیب کی باتیں حاصل کرنے والے۔

۴۱۔ نو ذی الحجہ۔

۴۲۔ مشہور عالم دین اور واعظ خوش بیان شمس العلماء مولوی ولی محمد مرحوم کے داماد، بیڈن روڈ کی مہابیر اسٹریٹ میں ان کا مکان تھا۔

۴۳۔ مولف کے بھائی خلیفہ مرزا اختر بیگ کے برادر نسبتی۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر اور دندان ساز تھے۔ بڑے متواضع اور جذبے والے تھے۔ میو ہسپتال کے پاس ریلوے روڈ پر مطب تھا اور مطب کے اوپر رہائش تھی۔

۴۴۔ آپ درزی تھے۔ ولی محمد روڈ پر دکان تھی۔ دکان کے پاس ہی ایک عمارت کی بالائی منزل میں مکان تھا۔ حضورؒ کے پرانے مریدوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

۴۵۔ حضورؒ سے بیعت ہیں۔ سردار محمد گرلز ہائی اسکول کی ہیڈ مسٹریس تھیں۔ چار فاضل اور تین ایم اے کیے تھے۔ منظوم حکایات، اربعات اور ایک غزلیات کا مجموعہ منظر عام پر آچکا ہے۔ ۱۹۸۹ء میں انتقال ہوا اور کراچی کے سخی حسن قبرستان میں دفن ہیں۔

۴۶۔ مولف لائشئے سے عزیزداری ہے۔

۴۷۔ حضورؒ سے بیعت تھے۔ محمد نگر میں رہتے تھے۔ بیعت ہونے کے بعد پاک فضائیہ میں ملازم ہوگئے تھے۔

۴۸۔ یہ جماعت خلیفہ غلام علی، ڈاکٹر عبداللہ بیگ صاحب اور اس عاجز پر مشتمل تھی۔

۴۹۔ مولف لائشئے کے برادر حقیقی تھے۔ اعلیٰ پائے کے ادیب و شاعر تھے۔ محکمہ تعلقات عامہ حکومت پنجاب میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ اخبارات سے بھی منسلک رہے۔ آپ بھی حضورؒ سے بیعت تھے۔

۵۰۔ بھاوج لطیفہ بیگم اور دادی ججن دونوں حضورؒ سے بیعت تھیں۔ ان کی قبریں بھی قبرستان بی بی پاک دامن میں ہیں۔ دادی ججن ہماری منہ بولی دادی تھیں۔ بڑی صالحہ اور صائم الدہر تھیں۔ قیام پاکستان سے بہت پہلے اس طرح تین حج کیے کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پاپیادہ جاتیں۔

۵۱۔ حضورؒ کے ایک بہت ہی پیارے مرید محکمہ ریل کے میل سروس میں ملازم تھے۔

۵۲۔ حضورؒ سے بیعت تھے۔ ڈاکٹر عباس علی کے فرزند اور شمس العلماء مولوی ولی محمد کے نواسے تھے۔

۵۳۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر تھے۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ بیگ کے دوست ہوئے تو حضورؒ سے بیعت ہوئے۔

۵۴۔ ان دنوں سرکاری ملازمت کے سلسلے میں راولپنڈی میں تھے۔

۵۵۔ جالندھر کی خوجہ برادری کی ایک معروف شخصیت۔ قیام پاکستان کے بعد راولپنڈی میں آباد ہوگئے تھے۔ آج کل فیصل آباد میں ہوزری کے یک بڑے کارخانہ کے مالک ہیں۔ کراچی میں خوجہ کا لفظ اسمٰعیلی فرقے یا آغا خانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۵۶۔ مشرقی پنجاب کے ایک صادق مرید قیام پاکستان کے بعد پہلی بار ملے تھے۔

۵۷۔ سادات جالندھر سے تعلق تھا۔ حضورؒ سے بیعت ہو کر خلافت بھی حاصل کی پابند صوم و صلوٰۃ اور ہمہ صفت موصوف تھے۔

۵۸۔ پہلے حضرت غریب نوازؒ سے بیعت تھے۔ پھر حضورؒ سے بیعت ہوئے۔ بڑے مدبّر اور اہل علم و دانش تھے۔ علوم ظاہری و باطنی دونوں میں دستگاہ تھی۔

۵۹۔ آپ بھی راولپنڈی میں ملازم تھے۔

۶۰۔ شیخ عبدالمجید صاحب کے رشتے دار اور حضرت سے بیعت ہیں۔ گجرات میں مستقل قیام ہے۔

۶۱۔ آپ وکیل تھے۔ وکالت اس لیے ترک کردی کہ اس میں جھوٹ بولنا پڑتا تھا۔ مجذوب قسم کے درویش تھے۔ حضورؒ سے بیعت ہو کر خلافت بھی پائی۔

۶۲، ۶۳۔ دونوں ڈاکٹر مرزا احمد عبداللہ بیگ صاحب کے حقیقی بھائی ہیں۔

۶۴۔ سکریٹری میونسپل کمیٹی جالندھر تھے۔

۶۵۔ جہانگیر کے حرم میں آنے کے بعد شیعیت سے تائب ہو کر حضرت مجدد الف ثانی سے بیعت ہو گئی تھی۔

۶۶۔ مولف لائحہ کی چھوٹی حقیقی ہمشیرہ۔

۶۷۔ حضرتؒ سے بیعت تھے۔ محکمہ ریل میں ملازمت تھی۔

۶۸۔ یہاں سے مطیع پور شریف کوئی بارہ کہنہ میل کی مسافت پر واقع ہے۔

۶۹۔ حضورؒ کے فرزند چہارم۔

۷۰۔ مسکین پور شریف کے سالانہ تبلیغی اجتماع کی تاریخ انعقاد ۲۲/ بیساکھ ہے۔ یہ تاریخ حضرت غریب نوازؒ کی تاریخ وصال نہیں ہے بلکہ ان کی مقرر کردہ ہے۔ حضرت غریب نوازؒ کی زندگی میں ہر سال ایک عظیم تبلیغی اجتماع ہوتا جس میں پنجاب کے طول و عرض سے مشائخ عظام اور جید علماء کرام تشریف لا کر وعظ و تلقین فرماتے۔ اس اجتماع میں حضرت غریب نوازؒ کے خلفا بھی اپنی اپنی جماعتوں کے ساتھ شرکت کرتے۔ حضرت غریب نواز کے وصال کے بعد بھی یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے۔ ہمارے حضورؒ کا یہ معمول تھا کہ ۲۲/ بیساکھ سے قبل پنجاب کا تبلیغی دورہ مکمل کر کے تاریخ مقررہ پر مسکین پور شریف کے سالانہ اجتماع میں شرکت فرماتے اور لنگر کی مناسب خدمت بھی کرتے۔

۷۱۔ حضورؒ کے فرزند دوم۔

۷۲۔ حضورؒ کا ایک بھولا پڑوسی۔

۷۳۔ آپکے برادر نسبتی مولوی محمد ابراہیم کے صاحب زادے۔

۷۴۔ حضرت خلیفہ غلام علی صاحب کے بڑے بھائی اور حضورؒ کے داماد۔ حضرت غریب نوازؒ سے بیعت تھے۔ بڑے ہی نیک و صالح اور صاحب حال بزرگ تھے۔

۷۵۔ حضورؒ کی دختر نیک اختر۔

۷۶۔ مولانا عبدالستار نیازی کے ایک جگری دوست تھے۔ ان کا مطب بیرون موچی دروازہ تھا۔ حضورؒ سے بیعت تھے۔

۷۷۔ ایک قسم کی سیاہی مائل سرخ مٹی۔

۷۸۔ برادر بزرگ کے بڑے صاحبزادے

۷۹۔ اور یہی ان کا آخری سفر کراچی تھا۔

۸۰۔ غالباً اسے گاندھی گارڈن بھی کہتے ہیں۔

۸۱۔ برادر بزرگ سے چھوٹے ہیں۔

۸۲۔ ابتدائے خلافت میں آپ یکا و تنہا چادر کے ایک کونے میں شکر اور ستو کا آمیختہ باندھ کر کر تبلیغی سفر پر روانہ ہوتے تھے۔ دوران سفر بھوک لگتی تو اس آمیختہ کو پانی میں گھول کر نوش جاں کرتے۔

۸۳۔ آپ رمضان المبارک کو اسی نام سے پکارتے۔

۸۴۔ ۴؍ ایمپریس پارک۔ لاہور۔

۸۵۔ دونوں نیک سیرت انسان حضورؒ سے بیعت تھے۔

۸۶۔ مؤحِّد۔ خدا کو ایک جاننے والا۔

۸۷۔ آپ جالندھر میں محکمہ ڈاک میں ملازم تھے۔ تقسیم ہند کے بعد ملتان میں آباد ہوگئے۔ ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد آج کل زندگی کے بقیہ ایام وہیں گزار رہے ہیں۔

۸۸۔ جالندھر شہر کے ایک محلّے کا نام۔

۸۹۔ ایک بستی کا نام۔ مشہور مزاحیہ شاعر عاشق جالندھری اسی بستی میں رہتے تھے۔ ان کا ایک شعر ہے ؎

عاشق میاں کو پوچھتے ہو تم کہاں کے ہیں

بستی غذاں میں رہتے بستی غذاں کے ہیں

۹۰۔ حضورؒ کے چھوٹے بھائی۔ بہت ہی نیک سیرت انسان۔ آپ کسی درس گاہ میں مدرس تھے۔

۹۱۔ یہ موضع مطیع پور شریف کے قریب ہی واقع ہے۔

۹۲۔ مبارک پور ریلوے اسٹیشن کے قریب ہی ایک چھوٹا سا قصبہ نما شہر ہے۔

جب سفر کا آغاز کرتے تو سورۂ فاتحہ' آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھتے ۔جب سواری پر سوار ہوتے تو یہ آیت کریمہ پڑھتے۔ سبحان الذی سخرلنا هذا وما كنا له مقرينن وانااِلی ربنا لمنقلبون (ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لیئے مسخر کیا۔حالانکہ ہمیں اسے تسخیر کرنے کی طاقت نہ تھی اور بے شک ہم اللہ تعالی کی طرف لوٹنے والے ہیں) جب کسی کو مصیبت میں گرفتار دیکھتے تو یہ کلمات زبان پر ہوتے الحمد لله الذی عافانی حما ابتلا ء به فضلی علی کثیر صمن خلق تفضيلا و جعلنی من المسلمین (ترجمہ۔اللہ تعالی کا شکر ھے جس نے مجھے عافیت دی۔اس چیز سے جس میں اسے مبتلا کیا ھے اور بہت سی خلقت پر مجھے ازروئے فضل فضیلت دی اور مجھے مسلمان بنایا) اگر کافر یابت پرست کو دیکھتے تو بھی ماحولہ بالا کلمات شکر پڑھتے۔کسی کی بیمار پرسی کے لئے جاتے تو اس کے روبرو دعائیہ جملہ پڑھتے۔"عفاک اللہ تعالی"(ترجمہ۔اللہ تعالی تجھے معاف کردے) بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج کی آواز سنتے تو یہ دعا پڑھتے۔اللهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذا بك وعافنا قبل ذلك " (ترجمہ۔اے اللہ! ہمیں اپنے غضب اور عذاب سے ہلاک نہ فرما اور اس کے آنے سے پہلے ہمیں عافیت دے)